مجھے تم سے محبت ہے

حمیرا علی

گرمی شدید تھی پر اس وقت شاید ہی کسی کو گرمی کا احساس تھا، ہر کوئی پنچایت کے فیصلے کا منتظر تھا۔

"ملک شرافت کی بیٹی کو چودھری انعام اللہ کے قتل کے بدلے خون بہا میں دیا جاتا ہے۔ خوں بہا میں جانے والی لڑکی کا نکاح چودھری امجد سے ہوگا۔ چودھری اکمل ایسا ہی ہے ناں؟ ملک شرافت کا اس لڑکی سے موت زندگی کا تعلق ختم۔"

آس پاس کے گاؤں کے معزز چودھری وڈیرے سر پر پگڑیاں سجائے گردن اکڑا کر بیٹھے تھے۔ پولیس آفیسر کی موجودگی میں چودھری انعام اللہ کے قتل کا مقدمہ لڑا بھی گیا اور فیصلہ بھی سنا دیا۔ پتے کی طرح لرزتا معصوم و کم سن وجود اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتا تھا۔ کسی کو اس کی رائے جاننے میں دلچسپی نہ تھی۔

"پنچایت کے فیصلے سے میں متفق نہیں ہوں۔"

چودھری امجد کی آواز نے چودھری اکمل اور ان کے بڑے بھائی چودھری اجمل کے ماتھے پر بل ڈال دیے چودھری اجمل کا بیٹا سہیل بھڑک کر کھڑا ہو گیا۔

"تم کون ہوتے ہو فیصلہ نہ ماننے والے؟ قتل میرے بھائی کا ہوا ہے۔"

"وہ میرا بھی بھائی تھا مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ بدلے کی بھینٹ ایک معصوم وجود کو چڑھایا جائے یہ دس سال کی بچی بالکل معصوم اور بے قصور ہے۔ قصور وار اس کا بھائی ہے اگر بدلہ لینا ہے تو اس کے بھائی سے لو اس کے سینے میں بھی چار گولیاں اتارو اور بدلے کی آگ کو ٹھنڈا کر لو مگر اس بچی کو بخش دو۔" چودھری امجد اس کی بات کاٹ کر غصے سے بولا اور آگے بڑھ کر بچی کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"تمہیں زیادہ ہمدردی کا بخار چڑھ رہا ہے اس کے باپ بھائی کو کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ انہوں نے خود یہ ہی پیشکش

digest novels lovers group@Nadia Majid

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

کی ہے۔" سہیل تلملا کر بولا۔

"تمہیں نہ ہو اعتراض، مگر مجھے ہے اور اگر تم لوگ باز نہ آئے تو مجبوراً مجھے انسپکٹر صاحب سمیت تم سب کی شکایت اعلیٰ حکام سے بھی کرنی پڑے گی۔"

الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی اس نے داخلی دروازے کی سمت دیکھا تھا۔ ایس پی فاروق سیال اندر داخل ہو رہے تھے۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ پولیس انسپکٹر سرفراز نے گھبراہٹ میں کھڑے ہو کر سلیوٹ کیا۔ ایس پی فاروق نے اسے درشت نظروں سے گھورا۔

"کیوں بھئی ہمارے بغیر ہی قتل کا مقدمہ نمٹا دیا؟ نہ کوئی گرفتاری، تفتیش، پیشی، تھانہ نہ کچہری ایسے فیصلے ہونے لگے تو تم سب کی پگڑیاں پیروں میں پڑی ہوں گی۔ بچی کو خون بہا میں دیتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ اور تم انسپکٹر سرفراز! قانون کے محافظ ہو کر قانون کی دھجیاں بکھیر رہے ہو۔"

ایس پی فاروق سیال سے امجد کے اچھے تعلقات تھے۔ وہ امجد کی طرح ظلم اور ناانصافی کے خلاف ڈٹ جانے والوں میں سے تھے۔

"یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔" ملک شرافت نے سنبھل کر کہا۔

بچی کا باپ محض جوان بیٹے کو بچانا چاہتا تھا جس نے نشے کی حالت میں ایک رقاصہ کی خاطر اپنے ہی دوست کی جان لے لی تھی۔ دونوں نشے میں دھت تھے رقص و سرور کی محفل میں اس رقاصہ کے ساتھ وقت گزارنے کی خواہش میں دست و گریباں ہوئے اور نتیجتاً ایک کی موت اور دوسرے کی بدبختی کی صورت نکلا۔"

"ملک شرافت! ہتھکڑیاں ڈال کر بیٹے کی جگہ تجھے پھانسی پر لٹکا دوں گا اچھی طرح جانتے ہو تم سب مجھے۔ اب یہ پنچائیت، جرگے ختم کرو تھانے آؤ وہیں بات ہو گی اور اگر مجھے کان و کان بھی تمہارے غیر منصفانہ فیصلوں کی خبر ہوئی تو پھر میں ایک کو بھی نہیں بخشوں گا۔"

اس نے ہاتھ اٹھا کر سب کو تنبیہی کی۔

"تم نے ٹھیک نہیں کیا۔" سہیل، امجد کو کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"ابھی اپنی دکان بند کرو، گھر جا کر سوچنا کس نے ٹھیک کیا کس نے غلط۔ بہن بیٹیاں سب کے گھر میں ہیں اور تم چودھری سہیل اچھے خاصے پڑھے لکھے انسان ہو۔ ایسی جہالت زیب نہیں دیتی تمہیں۔" امجد نے کہا تو وہ خوں خوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گا اور تم سے بعد میں نبٹوں گا۔"

اس نے بیک وقت امجد اور ایس پی فاروق کو دھمکی دی۔ وہ سب تلملاتے ہوئے چلے گئے۔ امجد نے سکون کا سانس لیا۔

"فاروق! بہت شکریہ یار۔"

امجد اس کا ممنون تھا۔ ایس پی فاروق سیال نے نفی میں سر ہلایا۔

"شکریہ مجھے ادا کرنا چاہیے تم نے بروقت اطلاع دے کر ایک بچی پر ظلم ہونے سے بچا لیا۔ ان لوگوں کی عقل اسی طرح ٹھکانے لگ سکتی ہے ورنہ ایسے غیر منصفانہ فیصلے ظالم کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں گے۔ تمہیں کبھی بھی میری مدد کی ضرورت پڑے مجھے بلا جھجک کہہ دینا۔"

وہ مسکرا دیا ایس پی فاروق جا چکا تھا اسے حوصلہ دے کر اور اپنی لینڈ کروزر میں بیٹھتے ہوئے امجد، سہیل کے متعلق سوچنے لگا وہ جانتا تھا حویلی جا کر اسے سب کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

☆❁.....❁.....❁☆

اس کی نظریں حویلی کے داخلی دروازے پر تھیں۔ اس کے بھائی سہیل کی تین بیویاں تھیں۔ تیسری بیوی خون بہا میں آئی تھی۔ بظاہر اس کی حیثیت کچھ نہیں تھی لیکن سچ تو یہ تھا کہ وہ سہیل کی بیوی تھی۔ سہیل کے بیٹے کی ماں تھی اگرچہ بیٹا ثریا کی آغوش میں پرورش پا رہا تھا لیکن اس کی ماں خوں بہا میں آئی ہوئی مہر النسا ہی تھی اور یہ حقیقت کبھی بدل نہیں سکتی تھی۔

"ایک ایسی ہی تلخ حقیقت کا سامنا مجھے بھی کرنا ہے۔ میں اسی حویلی کی مکین ہوں۔ میرا شوہر اسی حویلی کا

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

پروردہ، برسوں پرانی روایات اور رسوم کا محافظ۔ دشمنیوں کا امین جب میرا بھائی تین شادیاں کرسکتا ہے تو وہ کیوں نہیں؟"

حویلی کے دروازے سے داخل ہوتی گاڑیاں دیکھ کر غانیہ کی سوچوں کا سلسلہ تھما اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر خود کو آنے والے وقت کے لیے تیار کیا۔ ابھی دو دن پہلے ہی اس کے بھائی کا قتل ہوا تھا اور آج حویلی میں سوگ کے باوجود خوں بہا میں آنے والی لڑکی کا نکاح چودھری امجد سے ہونا تھا۔

وہ پتھرائی آنکھوں کے ساتھ ان سب کو گاڑیوں سے برآمد ہوتا دیکھ رہی تھی۔

"غانیہ! تم بھی نیچے چلو۔"

ثریا بھابی کی آواز پر اس نے اس طرح خوفزدہ ہو کر دیکھا جیسے وہ اسے قتل گاہ میں لے جا رہی ہوں۔

"نہیں..... میں نہیں جاؤں گی۔"

اس نے تڑپ کر انکار کیا۔

"اچھا ہے جتنی جلدی حقیقت کو تسلیم کرلو اتنی ہی تکلیف کم ہوگی۔" ثریا بھابی اس پر ترحم بھری نظر ڈال کر چلی گئیں۔

وہ خالی نظروں سے داخلی دروازے کی سمت دیکھنے لگی تھی اور پھر سست روی سے چلتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

☆❁.....❁.....❁☆

"السلام علیکم!"

کمرے کا دروازہ کھولتے ہاتھ اسے دیکھ کر رک گئے۔

"وعلیکم السلام! خیریت اب تک جاگ رہی ہو؟"

وہ دیر تک جاگنے کی عادی نہیں تھی امجد اس کی سرخ آنکھیں اور سرخ ناک دیکھ کر چونکا۔

"نیند نہیں آرہی تھی تو مجھے کال کرلیتیں ذرا جلدی آجاتا میں۔"

وہ اندر آتے ہوئے گویا ہوا۔

"کیا فیصلہ ہوا؟" اس کی بات کو نظر انداز کرتے پوچھا۔

"خیریت بہت بے چینی ہے فیصلہ جاننے کی؟" وہ وارڈروب کی طرف بڑھتے ہوئے عام سے انداز میں بولا۔

"امجد! پلیز بتائیں کیا آپ نے نکاح کرلیا اس لڑکی سے؟"

وہ بکھری الجھی سی پوچھ رہی تھی۔

"لڑکی نہیں بچی تھی وہ صرف دس سال عمر تھی اس کی۔" اس نے تاسف سے بتایا۔

"آپ نے پھر بھی نکاح کرلیا؟"

غانیہ کی حالت صدمالی تھی۔ امجد نے اسے بغور دیکھا جیسے اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہو۔

"ایسا لگتا ہوں میں تمہیں۔ اتنا ظالم اور گھٹیا؟"

وہ اس کے سر پر آکر کھڑا ہوا۔ غانیہ نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"حویلی کی رسم ہے خون بہا میں آنے والی لڑکی چاہے باندی بن کر رہے مگر کسی کے نکاح میں لائی جاتی ہے۔"

اس کے لہجے میں تلخی تھی۔ عزت بنا کر لائی گئی لڑکی کے ساتھ ملازمہ سے بدتر سلوک کیے جانے پر وہ کڑھتی رہتی تھی مگر یہی حویلی کی روایت تھی۔

"میں وہ نہیں ہوں جو عورت کو باندی بنا کر رکھتے ہیں۔ مجھے ایسی رسومات کا حصہ بننے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ کسی کو حق نہیں کہ ایک انسان کے ساتھ جانوروں والا سلوک کیا جائے۔ کسی کے کیے کی سزا کسی اور کو دی جائے۔ میں ناانصافی پسند نہیں کرتا۔ تم میری بیوی ہو مجھے جاننا نہیں ہو کہ میں کیسا ہوں؟"

وہ برہم ہوا۔

"اس حویلی کے مردوں کا کیا بھروسا۔"

وہ صرف سوچ ہی سکتی تھی لہٰذا خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"چودھری امجد اتنا بے حیثیت نہیں کہ لوگوں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھائے۔ مرد ہونے کے زعم میں عورت کی نسوانیت کا قتل کرے وہ تو پھر ایک بچی تھی معصوم اور مجبور میں نے ایس پی فاروق کو مطلع کردیا ہے وہ اس معاملے پر نظر رکھیں گے۔ اب قصاص میں رقم یا زمین کا مطالبہ ہوسکتا ہے مگر جھگڑے میں عورت نہیں استعمال ہوگی۔ سمجھ آئی میری بات۔ تمہارا شوہر اتنا سنگدل نہیں جتنا تم سمجھتی ہو۔"

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

غانیہ نے اعتراف کیا وہ واقعی سنگدل نہیں تھا۔ہاں وہ ایسا نہیں تھا۔وہ مختلف تھا۔

اس کا دل سکون سے بھر گیا۔مزاج بھی ایک دم تبدیل ہوگیا۔لب مسکرا اٹھے۔آنکھیں جگمگانے لگیں۔ایک دم ایک وسوسہ دل میں اٹھا۔

"اگر دس سال کی بچی نہ ہوتی تو نکاح کر لیتے؟"

اس نے استفسار کیا۔

"پھر اسے دیکھ کر فیصلہ کرتا۔" جواب اس کی توقع کے برخلاف تھا۔غانیہ کا دل بجھ گیا۔

"یعنی آپ فیصلہ کرکے گئے تھے اگر وہ بچی دس سال کے بجائے پندرہ کی ہوتی تو نکاح کرکے ہی لوٹتے۔"

غانیہ نے بے دلی سے کہا۔وہ ہنسنے لگا۔

"دوسری شادی پر پابندی تو نہیں ہے۔پندرہ کے بجائے پچپن کی بھی ہوتی تو نکاح کرسکتا تھا مگر شرط محبت ہے۔"

اس کا جواب سن کر غانیہ کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔یہ محبت کہاں سے آگئی تھی۔اس سے پہلے کیوں محسوس نہ ہوئی۔امجد نے سوئے ہوئے بیٹے کو دیکھا۔

"میں گھر آتا ہوں تو صاحب بہادر سوئے ہوئے ملتے ہیں۔میرے بیٹے کو بھی اپنی طرح بنادیا۔مجھ سے بیزار خود میں گرفتار۔"

اس کا لہجہ بہکا تھا۔غانیہ نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا۔امجد نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

"تم واقعی مجھ سے بیزار نہیں ہو؟"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"نہیں مجھے نیند آرہی ہے سارا دن پریشان رہی پہلے آکر بتادیتے کہ نکاح نہیں کیا تو اب تک چین سے سوچکی ہوتی۔"

وہ اطمینان سے بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے گویا ہوئی۔

"سوجاؤ ہوسکتا ہے صبح اٹھو تو میرے نکاح کی خبر ملے۔"

وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

"امجد!"

اس نے سہم کر دیکھا تھا۔وہ اس کی نیند اڑا کر شرارت سے مسکراتا وارڈ روب سے کپڑے لے کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔غانیہ کا دل ایک نئے وہم سے روشناس ہوکر اسے جھلا کر گیا تھا۔

"امجد! میں کبھی بھی کسی اور کو ہمارے درمیان برداشت نہیں کروں گی مذاق میں بھی نہیں مجھ میں اتنی سکت نہیں ہے۔"

وہ اس کے سونے کے بعد بھی جاگ رہی تھی۔یہ الفاظ وہ اس سے کہنا چاہتی تھی لیکن اسے کہنے کی ہمت نہیں تھی۔دوسری شادی اس کا حق ہے اور امجد کو اس کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی یہ بات بھی غانیہ کو اچھی طرح معلوم تھی۔

☆❁....❁....❁☆

"تم نے جو حرکت کل کی اس کے بعد ہمارا تم سے ہر تعلق ختم ہوگیا۔"

اس کے چچا چودھری اکمل کی گرج دار آواز نے حویلی کے درودیوار ہلادیے۔دونوں بھائیوں میں مثالی محبت تھی۔بچوں میں جلن وحسد کا شائبہ تک نہ تھا سوائے سہیل کے جو امجد کو خاص پسند نہیں کرتا تھا۔

"میں نے وہ کیا جو مجھے بہتر لگا۔"

امجد کو کوئی ندامت نہ تھی نہ ہی خوف تھا۔

"اس حویلی میں ہمارے قانون چلتے ہیں شہر کے نہیں۔تم حد سے تجاوز کررہے ہو۔تم مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور مت کرو۔" چودھری اجمل بیٹے پر دھاڑے۔

"بابا! میں حق تلفی اور ناانصافی نہیں دیکھ سکتا۔"

"ہاں تم حق تلفی نہیں دیکھ سکتے لیکن شہر کی عورتوں کے ساتھ تعلقات رکھ کر میری بہن کی حق تلفی کرسکتے ہو۔واہ چودھری امجد! اچھا قانون ہے۔ہمارے لیے دوسرے اصول اور اپنے لیے دوسرے۔" سہیل پھنکارا تھا۔

"میں اپنی صفائی میں ایک لفظ نہیں بولوں گا جو سمجھنا ہے سمجھ لو۔" وہ بھی غرایا۔

"مینش کون ہے؟" سوال اس کی ماں نے کیا۔سہیل کی

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

آنکھوں میں استہزائیہ تاثرات در آئے۔اس کے پاس وضاحت دینے کے سوا کوئی چارا نہ تھا۔

"دوست ہے میری۔ہم یونیورسٹی میں ساتھ پڑھتے تھے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔میں آپ سب کو بتانے والا تھا لیکن انہیں دوسروں کے معاملات میں دخل دینے کی عادت ہے۔" سہیل کی طرف دیکھتے ہوئے وہ نخوت سے گویا ہوا۔

"امجد! سہیل بڑا ہے بہنوئی ہے تمہارا تمیز سے بات کرو۔"

اس کی ماں نے اسے ٹوکا۔وہ لب بھینچ گیا۔

"آپ اس سے پوچھیں وہ لڑکی کس عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہے؟"

سہیل نے انہیں یاد دلایا اس نے بیزاری سے سہیل کو دیکھا۔

"عزت دار گھرانے سے تعلق ہے اس کا۔ماڈلنگ اس کا شوق تھا اب وہ چھوڑ چکی ہے۔"

"تم میری بہن پر ایک ماڈل لا رہے ہو؟"

سہیل بھڑکا۔

"امجد! اس کے گھر والے کیسے ہیں؟" ماں نے سوال کیا۔

"والد کا انتقال ہو چکا ہے والدہ امریکہ میں مقیم ہیں۔"

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ ایک کرسچن عورت ہے۔"

سہیل کی مداخلت نے اسے زچ کر دیا۔

"بینش کے والد مسلمان تھے اور وہ بھی مسلمان ہے۔اپنی ماں کے مذہب کو اس نے نہیں اپنایا اور آپ کو اعتراض کس بات پر ہے؟ ایک ماڈل پہلے بھی اس خاندان کی بہو بن چکی ہے اور یہ کوئی پرانی بات نہیں ہے۔" اس نے تڑخ کر کہا۔

"میری بہن کی کیا حیثیت ہوگی؟"

سہیل نے نیا نکتہ اٹھایا۔

"اس کی حیثیت پر کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں۔وہ بیوی ہے میری اس کی حیثیت اور اہمیت واضح ہے۔"

اس نے توقف کیا۔"بینش سے آپ ملیں گی تو اس کی گرویدہ ہو جائیں گی۔بہت اچھی لڑکی ہے۔"

اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا گیا تھا۔اپنی محبت کے حصول کی خواہش نے اس کی نگاہوں کے سامنے کا منظر دھندلا دیا تھا۔اسے بینش کے سوا کوئی چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ بھی نہیں جسے کل وہ پریشان دیکھ کر حیران تھا اور آج وہ اس انکشاف پر حیران کھڑی تھی۔محبت ایک محبت کی کمی تھی ورنہ اس کے پاس سب کچھ تھا بس چودھری امجد کی محبت نہیں تھی وہ۔

☆❁.....❁.....❁☆

ہر کوئی اسے دلاسے اور تسلی دے رہا تھا۔نہ ہی اس نے کسی سے شکایت کی تھی نہ واویلا اور اگر وہ کچھ کہتی بھی تو اس کی سنتا کون؟ ماں باپ روایت کے پاسدار تھے۔بھائی کو اس سے کوئی سروکار نہ تھا بہنیں بیٹیاں اسے بوجھ لگتی تھیں۔غانیہ اللہ کا شکر ادا کرتی تھی کہ اس کی بیٹی نہیں ہے جسے وراثت میں ماں جیسا نصیب ملتا۔جیسے غانیہ کو ملا تھا۔مگر ایک اس کی ماں یا وہ خود شوہر کی نظر اندازی کا شکار نہیں تھی بلکہ ان کے خاندان کی ہر دوسری عورت کو یہ دکھ تھا۔حتیٰ کہ سوتن بن کر آنے والی عورت بھی شوہر کی، بے اعتنائی اور بے جا سختیوں کو برداشت کرنے پر مجبور تھی۔زمین جائیداد اور روپے پیسے کی فراوانی نے مردوں کو بااختیار بنا دیا تھا۔وہ خود سے کئی سال چھوٹی لڑکیوں سے شادی کر کے پہلی بیوی کو کاٹھ کباڑ کی طرح ایک طرف ڈال دیتے تھے اگر اس کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا تو کون سا انوکھی بات تھی۔نانی جان کے دلاسے تسلیاں اسے کڑوا سچ لگ رہے تھے۔وہ پہلی عورت نہیں تھی جس پر سوتن آ رہی تھی اور نہ ہی آخری تھی جسے شوہر کی طرف سے ناپسند ہونے کی سند ملی تھی۔

"آج میری بچی پر سوتن لا رہا ہے کل دیکھنا امجد اس ماڈل پر بھی کسی کو لے آئے گا ان مردوں کا کوئی بھروسا نہیں۔کوئی عورت مرد کی آخری محبت نہیں ہوتی وہ دل کے نہاں خانوں میں کئی چہروں کی تصویر چھپا کر رکھتا ہے۔پسند پر بھی بھروسہ نہیں کرتا نہ اکتفا کرتا ہے۔نکاح کا حق اللہ نے

Scanned with CamScanner

digest novels lovers group

اسے دیا ہے تمہاری اجازت کی حیثیت ہی کیا ہے؟ خوش رہو تاکہ وہ تم سے بد دل نہ ہو تمہاری طرف سے پیٹھ نہ موڑے۔ تمہاری جگہ آنے والی کو نہ دے۔ غانیہ! میری بچی دل چھوٹا مت کر۔ تمہاری ماں بھی تو سوتن جھیل رہی ہے اسے دیکھو اس نے کچھ سیکھو کیسے خاموش رہتی ہے۔"

اس کی خاموشی سب کو بولنے کا موقع فراہم کر رہی تھی لیکن وہ خود اتنی بددل تھی کہ خامشی سے سنتی رہتی تھی۔

ان کے خاندان میں مردوں کی دوسری تیسری شادی عام بات تھی۔ اس کے نانا دادا، اس کے والد تایا اور اب بھائی کے علاوہ خاندان کے بیشتر مردوں نے دوسری شادی کر رکھی تھی۔ دونوں بیویاں ایک گھر میں رہتی تھیں۔ بہنوں کی طرح نہ سہی لیکن ایک خاموشی کا معاہدہ تھا۔ پچھلے سال اس کے لاجی نے تیسری شادی کی تھی اور اس کی سوتیلی ماں سترہ سال کی تھی اس سے عمر میں تین سال چھوٹی۔ اس کی شادی ہوئی تو وہ بھی سترہ سال کی تھی۔ کم عمر مگر حساس، زود رنج مگر سمجھدار۔ اسے اپنی سوتیلی ماں پر بے انتہا ترس آیا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی ایک مزارعے کی بیٹی تھی اس کے لاجی نے کچھ زمین دینے کے عوض اس معصوم بچی سے نکاح کر لیا تھا۔ اسے پہلی بار اپنے لاجی بہت ظالم لگے تھے۔ حالانکہ اس نے پوری زندگی ان سے ڈر کر گزاری تھی۔ باپ کی ناراضی کا خوف ان کی ماں نے بیٹیوں کو گھٹی میں گھول کر پلایا تھا۔ ساری زندگی روک ٹوک اور پابندیوں میں گزری۔ اسکول کے بعد کالج کے امتحان پرائیویٹ دیے۔ فرسٹ ائیر کا رزلٹ آتے ہی اس کی شادی اس کے تایا زاد سے ہوگئی۔ اس کے لاجی اور تایا جان اس وسیع و عریض حویلی کے مختلف حصوں میں رہائش پزیر تھے ایک گھر میں رہنے کے باوجود وہ امجد سے مانوس نہیں تھی۔ وہ اس خاندان کے دوسرے مردوں کی طرح مغرور اور روایت پسند تھا۔ شادی کے اولین دنوں میں غانیہ اس سے خائف رہتی تھی اور وہ شاید بہت مصروف تھا۔ جب ہی اس پر توجہ نہ دی۔

غانیہ کو اپنی اہمیت اتنی ہی لگتی تھی جتنی چودھری امجد کے کمرے میں رکھے دوسرے سامان کی، دل چاہا تو اس پر نظر ڈال لی نہیں تو ہفتوں زمینوں اور پنچائیت کے مسائل حل کرنے کے لیے گھر سے باہر رہتا کبھی پتا چلتا ڈیرے پر ہے اور کبھی شہر میں ہوتا کاروبار کے مسئلے دوست اور دیگر مصروفیات۔ اسے سوال جواب کرنے کی اجازت نہ تھی نہ ضرورت اور خواہش۔ شادی کے محض دو ماہ بعد اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔

"مجھے سیکنڈ ائیر کے امتحان دینے ہیں۔ فارم جمع کرانے کی تاریخ سر پر ہے کیا میں سہیل بھائی سے فارم منگوالوں؟"

اور اسے امید تھی وہاں سے کرارا جواب ملے گا۔ بھابی نے سمجھایا تھا۔

"امجد سے یہ بات ہی نہ کرنا ورنہ ہتھے سے اکھڑ جائے گا۔ اس خاندان کے مرد عورت کا اپنے سامنے بولنا پسند نہیں کرتے نہ کوئی خواہشات پوری کرتے ہیں۔"

وہ تھکا ہوا گھر آیا تھا۔ لباس تبدیل کر کے کھانا کھائے بغیر بستر پر دراز ہوگیا مگر وہ اتنی دل برداشتہ تھی کہ صبح ہونے کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اس کی ناراضی کی فکر بس اتنی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وہ منع ہی کرے گا دل میں ملال تو نہیں رہے گا کہ پوچھا نہیں۔

اس نے آنکھوں سے بازو ہٹا کر حیرت سے دیکھا۔ اسے لگا وہ سن نہیں سکا شاید سو گیا تھا۔ نیند کی طالب رات جیسی سیاہ آنکھیں سرخ ہو کر دل میں چاندنی سی اتار رہی تھیں۔

"کیا میں سیکنڈ ائیر کے امتحان دے سکتی ہوں؟" اس نے دوبارہ پوچھا۔

اس نے کچھ نہیں کہا بس اس کی جانب دیکھتا رہا شاید پہلی بار غور سے بھی اور تسلی سے بھی۔ اتنی گہری جانچتی ہوئی نظر کہ وہ گھبرا کر خود کو ملامت کرنے لگی۔

("سب کے منع کرنے کے باوجود پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اب یہ یقیناً برہم ہوگا۔") غانیہ نے لب بھینچ کر اسے دیکھا وہ سخت سست سننے کے لیے بالکل تیار تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر غانیہ کو قریب بٹھالیا۔

"ٹھیک ہے میں لے آؤں گا۔ فی الحال میرے سر میں

Scanned with CamScanner

درد ہے سر دباؤ۔"

اور غانیہ بے یقینی سے دیکھتی رہ گئی۔

"اللہ یہ مرحلہ اتنا آسان تھا۔"

اس کے دل نے قلابازی کھائی ایک ہی جست میں چودھری امجد اس کے دل کی اونچی مسند پر جا بیٹھا۔ اس کا شوہر بے حد سنجیدہ مزاج، بردبار اور مغرور تھا۔ اس سے آٹھ سال بڑا اور مختلف مزاج اور عادات کا مالک مگر اسے وہ اچھا لگنے لگا تھا۔ گھر والے اس کی پڑھائی کے مخالف تھے لیکن اس کی اجازت کے بعد کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ وہ پڑھائی میں اس کی مدد کرتا۔ اس کے امتحان ہوتے تو ساری مصروفیات ترک کر کے اسے امتحانی مرکز لانے لے جانے کی ذمہ داری نبھاتا۔ امتحانات سے فراغت کے بعد وہ خوب آرام کرتی اور امجد کا حکم ہوتا کہ اس کے آرام میں خلل نہ ڈالا جائے۔ اس پر ملازماؤں سے اپنی نگرانی میں کام کرانے کی بھی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔

حویلی کے بیشتر مرد عورتوں پر شک کرتے تھے۔ وہ شادی کے بعد اپنی ماں کی نصیحتوں کو پلو سے باندھ کر رکھنے لگی تھی۔

اسے یاد تھا ایک بار وہ آدھی رات تک وہ حویلی نہیں لوٹا تھا غانیہ سو چکی تھی لیکن پھر کسی آہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی باہر ہوا تیز تھی اور اس نے کھڑکی کھلی چھوڑ دی تھی۔ دوپٹے سے بے نیاز بالوں کو سمیٹتی ہوئی کھڑکی کے قریب چلی آئی۔ باہر تاریکی میں پھیلے پراسرار سے فسوں نے اسے جکڑ لیا۔

عین اسی لمحے امجد دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوا تھا اس نے چونک کر دیکھا اور گھبرا کر پیچھے ہٹی۔

"کسے دیکھ کر مسکرایا جا رہا ہے؟"

اس نے قریب آتے ہوئے استفسار کیا۔ غانیہ کے ذہن سے سحر پھونکتی رات کا فسوں اتر گیا۔

"نن..... نہیں تو کوئی نہیں ہے۔"

وہ کھڑکی کے قریب آتے ہوئے اسے بھی خود میں سمیٹ گیا۔

"کوئی تو ہے۔"

وہ باہر دیکھتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا تھا۔

"نہیں امجد! میرا یقین کریں کک..... کوئی بھی نہیں ہے میں تو بس ایسے ہی دیکھ رہی تھی۔"

اس کا خوف سے کانپتا وجود سفید پڑتی رنگت آنکھوں میں اپنے عکس کی جگہ ہراس دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

"غانیہ کیا ہو گیا ہے؟ میں نے تو ویسے ہی کہہ دیا تھا یہ آسمان پر چاند ستارے ہیں اس لیے۔"

لیکن اس نے سنا ہی نہیں۔

"امجد! بلیوی کوئی نہیں تھا آپ سہیل بھائی کی طرح مجھے مت ماریے گا۔ میں کبھی کھڑکی کے پاس نہیں آؤں گی باہر نہیں دیکھوں گی۔ یقین کریں میں چھت پر بھی نہیں جاتی اور میری کوئی سہیلی بھی نہیں ہے۔ میں بری لڑکی نہیں ہوں۔ امجد! مجھ پر شک مت کیجیے گا۔"

شادی کے آٹھ ماہ بعد وہ اس لڑکی کا ایک الگ روپ دیکھ رہا تھا۔ اس میں اعتماد کی کمی نہیں تھی۔ ذہین تھی۔ پھر بھی وہ خوفزدہ تھی۔

اسے بے حد تکلیف ہوئی سہیل سے ایسی جہالت کی امید نہیں تھی۔

"غانیہ! غانیہ یار! میری طرف دیکھو۔ میں ایسا لگتا ہوں تمہیں؟ کیا میں نے آج تک کچھ کہا تمہیں؟ بتاؤ کیا میں تم پر سختی کر سکتا ہوں؟ کبھی نہیں ہاتھ اٹھانا تو دور کی بات ہے کبھی اونچی آواز میں بات نہیں کر سکتا تم سے۔ شک کیوں کروں گا تم پر؟ میری جان! تم بہت پاکیزہ، باکردار اور پیاری لڑکی ہو تمہاری حیا میرا غرور ہے۔ میری بیوی کو کوئی نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔" امجد نے اسے بچوں کی طرح نرمی سے سمجھایا تھا۔

اس نے بے یقینی سے دیکھا۔ اتنی سی بات پر اسے اس کے بھائی نے روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیا تھا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی اسے نہیں پتا تھا کہ باہر ملازم لڑکا اسے دیکھ رہا ہے مگر یہ منظر حویلی میں داخل ہوتے ہوئے سہیل نے دیکھ لیا تھا۔ اس لڑکے کے تو ہاتھ پاؤں سلامت نہیں رہے تھے لیکن روایت سے بے خبر معصوم چودہ سالہ غانیہ کو بھی نہیں ملی تھی۔ وہ اب بھی اس مار کو یاد کر کے کانپ جاتی تھی زخم بھر گئے تھے لیکن اعتماد ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

"امجد! آپ واقعی ناراض نہیں ہیں؟"

اور امجد نے اسے یہ بات اپنے ہی انداز میں باور کرائی تھی۔ غانیہ چودھری امجد کو اپنے دل کی اونچی مسند پر براجمان کر چکی تھی لیکن اس دن اسے یقین ہو گیا کہ وہ بھی چودھری امجد کے دل پر حکومت کرتی ہے۔ کیا ہوا جو کبھی اس نے کہا نہیں۔ غانیہ کو سننے کی طلب نہیں تھی۔ وہ اس کا دامن عزت اور محبت سے بھر چکا تھا۔ غانیہ نے اسے اپنے بھائی سہیل کے رویے کے متعلق من وعن ہر بات بتادی تھی۔

"تم پر کوئی پابندی نہیں ہے تم کھڑکی میں کھڑی ہو سکتی ہو۔ چودھری امجد کی بیوی کی طرف دیکھنے کی کسی کی مجال نہیں ہوگی کبھی بھی دل چاہے تو چھت پر جا سکتی ہو اور اگر چاہو تو مجھے اپنی سہیلی بنالو۔"

وہ اس کی سنجیدگی سے کہی گئی آخری بات پر کھلکھلائی تھی۔

"آپ بہت مختلف ہیں۔" اس نے معصومیت سے اعتراف کیا۔

"تم بلا جھجک کہہ سکتی ہو کہ میں بہت اچھا ہوں میں۔"

اس نے اثبات میں سر لادیا تھا۔

"بھائی کا خیال ہے کہ سہلیاں بغاوت کا درس دیتی ہیں۔ سہلیوں کی سنگت بگاڑ دیتی ہے۔ اصل میں میری ایک سہیلی تھی آشین وہ جو آپ کی کزن ہے۔ ماجد ماموں کی بیٹی۔ کرلی ہیر والی۔ جس کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں۔"

وہ اس کی بات توجہ سے سن رہا تھا اس کے یاد دلانے کے انداز پر وہ بے ساختہ مسکرا لیا تھا۔ غانیہ اپنی ہی دھن میں بول رہی تھی۔

"آشین میری طرح بہت باتیں کرتی ہے۔ ایک بار وہ بھائی کو برا بھلا کہہ رہی تھی تو بھائی نے سن لیا پھر مجھے اس سے کبھی بات نہیں کرنے دی۔"

امجد نے اسے لفظ لفظ پڑھ لیا تھا۔ وہ مرد تھا عورت کو پڑھنا اس کے لیے آسان تھا وہ تو پھر بہت سادہ و سلیس زبان میں لکھی حسین نظم کی طرح تھی۔ جب ہی اس کو مشکل نہیں ہوئی تھی۔

"تم اس سے دوستی کر سکتی ہو۔ اور میری برائیاں بھی، میں کبھی اعتراض نہیں کروں گا۔"

غانیہ کے دل میں اجالے اتار کر وہ خود بھی منور ہو گیا تھا اتنا کہ غانیہ کے لیے اس کو براہ راست دیکھنا دشوار ہو گیا۔ تو وہ اپنی ہتھیلیوں پر نظر جما گئی۔ قسمت سے اسے یہ انمول شخص ملا تھا اور وہ اسے کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔

گریجویشن کے رزلٹ کے ساتھ ہی وہ ماں کے عظیم مرتبے پر فائز بھی ہو گئی۔ ذمہ داری بڑھ گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس نے انگریزی میں ماسٹرز کے لیے داخلہ لے لیا تھا۔ امجد کو ہمیشہ کی طرح کوئی اعتراض نہیں تھا وہ ہر مقام پر اسے سپورٹ کرتا تھا۔ وہ اپنی زندگی سے مطمئن تھی لیکن ایک اس کی محبت کے انکشاف سے اس کا اطمینان غارت ہو چکا تھا۔ "بینش" نام کے پتھر نے اس کی زندگی کی پرسکون جھیل میں طوفان برپا کر دیا تھا۔ ان کی جلد شادی ہونے کی خبریں سوشل میڈیا پر گردش کرنے لگی تھیں۔ ہر کوئی امجد اور بینش کی بات کرتا تھا۔ اسے اپنے کانوں میں پگھلتا ہوا سیسہ گرتا محسوس ہوتا۔

"امجد! میں سمجھتی تھی تم غانیہ کے ساتھ خوش ہو۔ اچانک دوسری شادی کا فیصلہ کیسے کر لیا؟ کیا غانیہ سے محبت نہیں تھی تمہیں؟"

غانیہ کے قدم اسٹڈی کے دروازے پر تھم گئے ثریا بھابی نے اس کے دل کی بات پوچھی تھی۔ وہ دونوں بہن بھائی اس کی آمد سے قطعی لاعلم تھے۔

"تو کیا ہوا اگر میں شادی کر رہا ہوں؟ خاندان میں تقریباً سب نے ہی دو دو تین تین شادیاں کی ہوئی ہیں۔ مجھے بینش پسند تھی۔ پہلے بھی میں اسی سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر وہ اچانک اپنی مما کے پاس امریکہ چلی گئی اور بابا نے میری شادی میری مرضی کے خلاف غانیہ سے کرادی۔ اس سے میری ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے۔ میں اپنے مزاج کے خلاف ہر بات برداشت کرتا رہا اب اگر میں دوسری شادی کر رہا ہوں تو اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے وعدہ کیا تھا بینش سے اب وعدے سے نہیں پھر سکتا۔ وہ

Scanned with CamScanner

یہیں اس گھر میں رہے گی۔ کوئی عام لڑکی نہیں ہے نہ ہی کسی فلمی بیک گراؤنڈ سے تعلق رکھتی ہے اس نے شوقیہ کچھ عرصے ماڈلنگ کی تھی مگر اب چھوڑ چکی ہے۔ بائے پروفیشن سائیکالوجسٹ ہے۔ ایک میچور پڑھی لکھی لڑکی ہے۔"

ثریا بھابی کے استفسار پر اس نے دل کھول کر رکھ دیا تھا۔

"کیا وہ جانتی ہے کہ تم شادی شدہ اور ایک بچے کے باپ ہو؟ کہیں بعد میں واویلا کرے اور گھر کا سکون تہس نہس ہو۔" بھابی کے سوال پر وہ ہنسا۔

"ایک حقیقت پسند لڑکی ہے۔ وہ کم عمر اور ناسمجھ نہیں ہے کہ واویلا کرے۔ نہ ہی خوابوں خیالوں کی دنیا میں رہتی ہے۔ رونا دھونا اور واویلا کرنا عام گھریلو لڑکیوں کا مشغلہ ہوتا ہے۔ پریکٹیکل اور میچور لڑکیاں اپنے فیصلے سوچ سمجھ کر کرتی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں سب جانتی ہے وہ میرے متعلق۔"

بات ختم ہوگئی۔ ثریا بھابی اسٹڈی سے جانے لگیں وہ چائے کا کپ لیے دروازے میں کھڑی تھی۔ ثریا، غانیہ کو دیکھ کر رک گئی۔

"وہ فیصلہ کرچکا ہے۔ تمہیں دل مضبوط کرنا ہے۔"

ثریا بھابی کی صلاح ناقابل عمل تھی۔ اسے گھر والوں سے شادی کرنے کی اجازت بھی مل گئی اگرچہ اس نے اجازت مانگی نہیں تھی نہ اسے ضرورت تھی۔ غانیہ نے بھی سب کی طرح خاموشی سے اس کے فیصلے کو قبول کرلیا۔ اسے اختیار ہی کب حاصل تھا کہ وہ اس پر حق جتاتی۔ اس کی خاموشی کو ناراضی سمجھنے والی ثریا بھابی تھیں۔ اس کی اکلوتی حساس بھابی اور اس کے سنگ دل شوہر کی اکلوتی بہن۔

☆❁.....❁.....❁☆

وہ آج کل جلدی آنے لگا تھا۔ نہ ہی رات دیر تک کزنز کے ساتھ بیٹھتا تھا اور نہ ڈیرے پر رکتا تھا۔ شہر جانا بھی کم کردیا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی غانیہ کو پھر بھی میسر نہ تھا۔ اس کے موبائل کی رنگ ٹون کے ساتھ ہی غانیہ کا دل دھڑکنا بند کردیتا تھا۔ سماعتیں سراپا اذیت بن جاتی تھیں اور رگ رگ میں حشر برپا ہونے لگتا آنکھیں بلاوجہ سرخ ہونے لگتی تھیں۔ وہ اب بھی موبائل کان سے لگائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ غانیہ نے باہر کی راہ لی۔

"کیا بات ہے اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں رہنے لگی ہو؟"

وہ پھر کال کرنے کا عندیہ دے کر رابطہ منقطع کرتے ہوئے اس کی راہ میں حائل ہوا۔

دل تو چاہا کہے آپ جو کہیں اور "فلکس" ہو گئے ہیں۔ مگر لب باہم پیوست کرکے اسے دیکھا۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں۔"

اپنے سات ماہ کے بیٹے کو اس کے بازوؤں سے لیتے ہوئے اس پر بھی عنایت کا لمحہ وار ہوا وہ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

اس نے بازو پکڑ کر اسے اپنے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا لیا۔

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟ کیوں نظر انداز کررہی ہو مجھے؟ ایسا کوئی گناہ نہیں کررہا میں۔ دوسری شادی کرنے سے پہلی بیوی پر اختیار ختم نہیں ہوجاتا۔ نہ دوسری بیوی کے آجانے سے پہلی کی ذمہ داریاں ختم ہوتی ہیں۔ مجھ سے پانی کھانے چائے کے لیے پوچھنا چھوڑ دیا ہے تم نے۔ بات کرنا تو درکنار کمرے سے بھی چلی جاتی ہو۔ کیا لگتا ہے تمہیں کہ یہ سب کرکے تم میرا فیصلہ بدلوالو گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔"

وہ اس کے انداز کو دیکھ کر بھڑکا تھا۔

"میں نے کیا کہا ہے؟ بس خاموشی سے اپنی جگہ چھوڑ دی ہے۔" وہ بھی تلخی سے گویا ہوئی۔

"وہ تمہاری جگہ پر نہیں آئے گی۔ تمہاری جگہ وہ نہیں لے سکتی اور نہ تم اس کی۔"

"جانتی ہوں۔ وہ شہر کی پڑھی لکھی میچور لڑکی ہے۔ میں گاؤں کی ناسمجھ اور کم عقل بہرحال اب آپ کو میرا وجود برداشت نہیں کرنا پڑے گا۔ کچھ تو آپ مجھے میسر نہیں ہوں گے اور کچھ میں آپ سے دور رہنے کی کوشش کروں گی تاکہ ایک ناپسندیدہ ہستی کی وجہ سے آپ کو تکلیف نہ ہو بلکہ آپ کی محبت کو بھی میرے وجود سے اذیت نہ پہنچے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔ یہ پہلی بار براہ راست اس کی

Scanned with CamScanner

شادی کے موضوع پر بات ہوئی تھی۔ امجد کو امید نہیں تھی کہ وہ کھلم کھلا ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے اسے اس طرح نظر انداز کرے گی۔ ایسے اطوار اس نے اپنے خاندان میں کسی عورت کے نہیں دیکھے تھے۔

"غانیہ یار! تم بات بڑھا رہی ہو۔ جب ہماری شادی ہوئی تو تم کم عمر اور ناسمجھ تھیں۔ مجھ سے پورے آٹھ سال چھوٹی اور۔"

"اور اب بھی میں آپ سے آٹھ سال چھوٹی ہوں۔ بینش کی طرح آپ کے ساتھ آپ کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ آزاد خیال نہیں ہوں۔ نہ ہی امریکہ گئی اور نہ کبھی شوقیہ ماڈلنگ کی اور ہاں یاد آیا وہ ایک سائیکالوجسٹ ہے جبکہ کہ میں ایک عام نان پروفیشنل گریجویٹ۔ عام سا بی اے کیا ہے میں نے۔ میرا اور اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے..... نہ میں آپ کو ڈیزرو کرتی تھی میں۔ میں نے اپنی جگہ پہچان لی ہے۔ میں فردوس آپا اور ثریا بھابی کی طرح نہیں ہوں۔ امید کا کاسہ لیے التفات کی ایک نظر کی منتظر رہوں۔ مجھے اپنا مقام معلوم ہے۔"

وہ پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی امجد کا خون کھول گیا۔ اس خاندان کے کسی مرد نے عورت کو اتنی بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

اپنی ماں کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی اس کا بیٹا حدید رونے لگا تھا۔ اس نے سر جھٹک کر اس کے سرخ و سفید پھولے پھولے رخسار دیکھے۔

"ناراض ہو کر بالکل اپنی ماں کے جیسا لگتا ہے۔"

اس نے بے ساختہ اس کے گال کو چوما تھا وہ اور زور سے رونے لگا تھا۔ وہ اس کو چپ کرانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔

☆❁.....❁.....❁☆

وہ حویلی کی وسیع و عریض چھت پر آ کر رونے لگی تھی۔ دل کا غبار کسی کے سامنے نکالتے ہوئے اس کی انا کے پندار پر ٹھیس لگتی تھی۔ تنہا بیٹھ کر اپنی بے بسی اور بے وقعتی پر آنسو بہانے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ وہ انا پرست تھی لیکن بے حس نہیں۔ اپنی ناقدری پر آنسو بہانا اس کا حق تھا۔

شادی کے اولین دن یاد آتے تو دل میں پھانس چبھتی تھی۔ سب ٹھیک ہی تو کہتے تھے وہ کم عقل، ناسمجھ نادان تھی۔ شادی کے بعد امجد نے کبھی اس سے ڈھنگ سے بات نہیں کی تھی۔ وہ خود ہی محتاط رہتی تھی۔ وہ کہاں جا رہا ہے؟ کہاں سے آ رہا ہے۔ اس کے دوست اس کی پسند ناپسند اس کے مشاغل اس کی شب و روز کی مصروفیات سے وہ بالکل ناواقف تھی۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ امجد اسے ناپسند کرتا ہے۔ یہ بات سوچتی تو دل پر قطرہ قطرہ گرم سیال گرنے لگتا۔ شادی کی پہلی رات اس کے ذہن سے کیسے محو ہو گئی تھی؟ امجد نے اسے کمرے سے نکال دیا تھا۔ صرف اس کے رونے کی وجہ سے۔

وہ کیا کرتی اس نے رخصتی کے وقت سب لڑکیوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔ حویلی کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں جاتے ہوئے ثریا بھابی بھی بہت روئی تھیں۔ کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ اپنی بہن کو دلاسے دینے والا امجد اس کے آنسوؤں سے بیزار ہو گیا تھا۔ رخصتی کی رسمی کاروائی کے وقت بھی اس نے کہا تھا۔ "پلیز چچی! رونا دھونا ختم کریں۔ اسے چپ کرانے کے بجائے آپ سب بھی رو رہے ہیں یہ کون سا میلوں دور جا رہی ہے؟" اور جب کمرے میں آ کر بھی وہ اسی شدت سے روتی رہی تو زچ آ کر امجد نے اسے کمرے سے بے دخل کر دیا تھا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"جاؤ شاباش اپنے کمرے میں جا کر آنسو بہانے کا شغل کرو۔ مجھے روتی صورت دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" منہ پر دروازہ بند ہوتے ہی اس نے دائیں ہاتھ سے گہرا سرخ شرارہ تھاما اور بائیں ہاتھ سے بے دردی سے آنکھیں رگڑیں۔ وہ بند دروازے پر نظر ڈالے بغیر جانے کے لیے پلٹ گئی تھی۔ وہ اپنی اماں جان کے پاس جا کر خوب آنسو بہانا چاہتی تھی لیکن جس طرح دروازہ بند ہوا تھا ویسے ہی کھل بھی گیا۔

"اندر آ جاؤ۔" اس کی بھاری آواز غانیہ کی سماعت سے ٹکرائی اور پھر اس کا بازو سختی سے پکڑتے ہوئے کمرے سے

Scanned with CamScanner

جس طرح نکالا تھا اسی طرح کمرے میں واپس کھینچ بھی لیا تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ اس کی جانب بہت خونخوار تیور لیے پلٹا تھا لیکن اس کی صورت دیکھ کر لب بھینچ گیا۔ سرخ لباس میں گلابی چہرے پر چھائے حزن کے رنگ، آنکھوں سے بہتے آنسو اور اس کی جانب اٹھی ہوئی شکوہ کناں نگاہوں نے اسے قدرے شرمندہ کر دیا تھا۔

"سوری! میں اس طرح روڈ نہیں ہونا چاہتا تھا مگر تمہارے آنسو مجھے غصہ دلا رہے ہیں رونے کی ضرورت کیا ہے؟ تم رخصت ہو کر پردیس نہیں آئی ہو یہ وہ ہی حویلی ہے۔ جہاں صبح شام تم سب سے ملتی رہتی۔" اس نے نرمی سے سمجھایا۔

"میں کیا کروں مجھے رونا آرہا ہے۔" معصومیت بھرے اس جواب پر اسجد نے گہری سانس لی۔

"فی الحال جا کر لباس تبدیل کرو اور پلیز آئندہ یہ کلرمت پہننا مجھے نہیں پسند۔"

اس کا دل کرلایا۔ اسے ہر بات پوری جزئیات کے ساتھ یاد آرہی تھی۔

("ہاں اسے میں کبھی پسند تھی ہی نہیں۔")

اس وقت بھی اس کے لیے آنسوؤں پر پہرے بٹھانا مشکل تھا اب بھی یہ کام اس جیسی زود رنج کے لیے کٹھن تھا۔ اس وقت اسجد نے اسے رونے کے سبب کمرے سے نکال دیا تھا اور آج ایسا وقت پڑا تھا کہ وہ ضبط گریہ کی ہزار کوششیں کر کے ناکام ہونے کے بعد یہاں چلی آئی تھی۔

بہت دیر آنسو بہانے کے بعد اسے یاد آیا کہ اس کا بیٹا اسے ڈھونڈ رہا ہوگا۔ وہ آنسو صاف کرتی نیچے چلی آئی۔ ہال کمرے میں محفل جمی ہوئی تھی۔ رنگ برنگی زرتار دوپٹے، کام دار جوڑے قالین اور صوفوں پر بکھرے تھے۔ ثریا بھابی فردوس آپا، شادی میں شرکت کے لیے آئی ہوئیں خالہ پھوپو کی بیٹیاں ملازماؤں کے ساتھ مل کر بری کے کپڑے رکھ رہی تھیں۔ اس کا بیٹا قالین پر بکھرے جھلمل دوپٹوں کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا اور شوہر صاحب کے ہاتھ میں خوب صورت قیمتی نگوں سے جڑا طلائی سیٹ کا ڈبا تھا۔ یقیناً وہ اس وقت کسی اور کو سوچ رہا تھا۔ اس کی دونوں مائیں بیٹے کو یقیناً آنے والی بہو کے لیے خریدا گیا سیٹ دکھا رہی تھیں۔ اسجد کی والدہ کو وہ لوگ بڑی تائی اماں اور تایا جان کی دوسری بیوی کو چھوٹی اماں کہتے تھے۔ ان کا صرف ایک بیٹا تھا عابد، اسجد اس پر جان چھڑکتا تھا اور آج کل عابد کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی تھیں۔ وہ سب کی مصروفیت پر نظر ڈال کر ہال کمرے کے اندر چلی آئی تھی۔

"اسجد! بینش کی ماں کب تک امریکہ سے آرہی ہیں؟ کچھ ہمیں بھی پتا چلے۔ ہم تو تیاریوں میں مصروف ہیں مگر وہاں تو بات تک نہیں کی۔ تاریخ طے ہو جائے تو دونوں بہوؤں کو ایک ساتھ ہی لے آئیں۔"

بڑی تائی اماں کے الفاظ نے تیز دھار چھری کی طرح اس کے دل پر وار کیا تھا۔

"وہ جلد ہی آجائیں گی، فی الحال آپ عابد کی شادی کی تیاریاں کریں اور ویسے بھی اسے اس طرح کے زیورات اور لکمر ائیڈڈ والے بھاری بھرکم کپڑے پہننے کی عادت نہیں ہے وہ اپنی پسند سے شاپنگ کرے گی۔"

غانیہ کا دل قطرہ قطرہ آنکھوں سے بہنے لگا۔ اس نے سب پر ایک اور نگاہ ڈالی کوئی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ اس نے چپکے سے آنسو صاف کرتے ہوئے یہاں سے اٹھ جانا ہی مناسب سمجھا۔ وہ اپنے دل کی حالت کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"لو بتاؤ اب اتنا قیمتی اور منفرد سیٹ خرید لیا ہے میں نے۔ مجھے پسند بھی بہت آیا ہے۔ تم بلاوجہ ہی منع کر رہے ہو۔ میں نے کہہ دیا ہے یہ تمہاری دلہن ہی پہنے گی بس۔"

ایسا اصرار سن کر وہ مزید بے جان ہونے لگی تھی قدم تھم سے گئے۔ اس کے لیے کسی نے کبھی اصرار و انکار کا تردد نہیں کیا تھا۔ اس کی پسند ناپسند سے کسی کو سروکار ہی کیا تھا۔

"اماں اتنا ہی قیمتی ہے اور آپ کو پسند بھی ہے تو آپ عابد کی دلہن کے لیے رکھ دیں۔"

"کیوں اس کے لیے کمی ہے کیا؟ یہ تمہاری دلہن کے نام سے آیا ہے عابد کی نہیں۔" چھوٹی اماں چمک کر بولیں۔

Scanned with CamScanner

"لو کے پھر غانیہ پہن لے گی۔" اس نے بات ختم کرنے کی غرض سے کہا تھا اور غانیہ کا دل بے یقینی سے بھر گیا۔

"تو اب اسے ایسی بچ جانے والی دوسروں کی رد کی ہوئی چیزیں ملیں گی۔ اس کی حیثیت تو پہلے بھی کوئی خاص نہ تھی لیکن اب وہ خود کو تنکے سے بھی ہلکا محسوس کر رہی تھی۔ اس کے سفید پڑتے چہرے پر بھی سب سے پہلے ثریا بھابی کی نظر پڑی۔

"ارے میری جان! وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آجاؤ۔ تمہارا لاڈلا تمہیں یاد کر کے ابھی چپ ہوا ہے۔"

اور لاڈلے کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی۔ وہ ایک بار پھر حلق کے بل چیخ کر رونا شروع ہو گیا۔

اس نے چہرے کے زاویے حتی المقدور درست کر کے امجد کی طرف دیکھنے سے احتراز برتا ورنہ اس پر گریہ وزاری کا راز آشکار ہو جاتا۔

"بس بس مما کا بیٹا۔ مما آ گئی ہیں۔" امجد سے پہلے اس نے بچہ کو اٹھا لیا تھا۔

وہ اسے لیے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی۔ ("کاش میں بھی ایسے ہی حلق کے بل چیخ چیخ کر روتی اور سب کو بتاتی کہ میری کیسی ناقدری ہو رہی ہے۔ میرا دل غم سے پھٹ رہا ہے اور یہاں شادیانے بجانے کی تیاریاں عروج پر ہیں۔ مجھے کیا جیسے وہ مجھے نظر انداز کر رہا ہے میں بھی کروں گی۔ دوسری بیوی کے ساتھ وہ یقیناً شہر میں رہے گا اس طرح میری زندگی آسان ہو جائے گی۔"

آنکھیں پھر جلنے لگیں لیکن دل کو کچھ سکون سا محسوس ہوا۔ وہ نظر سے دور ہو گا تو کڑے امتحان سے اس کا دل نہیں پھٹے گا۔ اس کا بیٹا چپ ہو کر اس کی آغوش میں سو چکا تھا۔ اس نے بھی آنکھیں موند لیں۔ دل کو قرار آئے ہوئے چند لمحے سر کے تھے وہ چلا آیا آہٹ پر اس نے تھکی تھکی آنکھیں وا کی اس کے ہاتھ میں وہی طلائی زیورات کا سیاہ رنگ کا ڈبا تھا۔

"ہو گیا ہاں بیٹے کا رونے کا شغل پورا۔"

وہ قریب ہی دراز ہوا۔ غانیہ کے دل میں نشتر اتارنا کتنا آسان تھا۔ وہ بہ خوبی جانتا تھا۔ وہ خود میں برداشت کی طاقت پیدا کرنے کے لیے اللہ سے صبر مانگنے لگی۔

"یہ اماں لائی تھیں بہت اصرار سے دیا ہے۔ عابد کی شادی میں پہن لینا ان کا مان رہ جائے گا۔"

اس نے ڈبا اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سوئے ہوئے بیٹے کا گال چوما پھر اس کی گود سے اٹھا کر اپنے پہلو میں لٹا لیا۔

"بالکل تم پر گیا ہے۔"

حالانکہ وہ شکل صورت میں باپ کی ہو بہو کاپی تھا۔ سب اسے امجد سے ملاتے تھے اور وہ اسے غانیہ سے ملاتا تھا۔ وہ بالکل چپ تھی۔ اس نے غانیہ کی طرف دیکھا۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

وہ بھری بیٹھی تھی اس سوال پر سب سے پہلے وہ سیاہ ڈبا اٹھا کر زمین بردکیا۔ امجد نے ناگواری سے اس کا ردعمل دیکھا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"یہ کیا بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے تم نے؟"

اس نے تڑپ کر دیکھا۔

"میں نے بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا ہے؟ یا کسی اور کے لیے لایا ہوا سیٹ مجھے بخش کر آپ بہت تہذیب کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟" وہ تڑخ کر بولی تھی۔

"مجھے دوسروں کی چھوڑی ہوئی چیزوں میں کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ مجھے نہیں چاہیے یہ بخشش، اس زبردستی کے تعلق میں خیرات کی طرح میری جھولی میں چند لمحے ڈال کر آپ مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے اور آپ کو ضرورت بھی نہیں ہے۔ میری مجبوری ہے جو اس گھر میں ہوں۔ سب مجھے جھوٹے کا درس دیتے ہیں کوئی مجھے نہیں سمجھتا اور کر تو رہی ہوں سمجھوتہ اس پر آپ آ گئے ہیں یہ خیرات لے کر۔"

"کیا بات کر رہی ہو؟ ان سب فضولیات کا مطلب کیا ہے آخر؟"

وہ بیزاری سے بولا۔ غانیہ بیڈ سے اتر گئی۔

"میں اور میری ہر بات آپ کو فضول ہی لگتی ہے۔ یہ جا کر اپنی نئی نویلی دلہن بینش کو دیں بڑی تابی جان اس کے لیے لائی تھیں اگر اسے نہیں پسند تو کوئی تیسری دیکھ لیں جو آپ کی

Scanned with CamScanner

بچی کچی توجہ پر کھل اٹھے۔ مجھ سے یہ توقع مت رکھیے گا کہ میں ناپسندیدہ ہونے کی سند پانے کے بعد بھی آپ کی ناانصافیاں برداشت کرلوں گی۔ اس خیرات کو بہ خوشی قبول کرلوں گی۔ میں حد سے تجاوز کرتی آپ کی یہ ناپسندیدگی نہیں سہہ سکتی کبھی نہیں۔ میں آپ سے علیحدگی چاہتی ہوں۔"

وہ خود نہیں جانتی تھی یہ آخری الفاظ اس نے کیسے اور کیوں ادا کیے ہیں۔ نہ وہ اتنی نڈر تھی اور نہ ہی اس نے اس نہج پر سوچا تھا پھر بھی اس نے وہ کہہ دیا تھا جو اس کے لاشعور میں بھی نہیں تھا۔ اسجد سن کر آگ بگولہ ہوگیا۔ اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے مقابل آتے ہوئے اس کا بازو دبوچا تھا۔

"کیا چاہتی ہو تم ذرا پھر سے کہنا؟"

اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غانیہ کو اپنی جان لبوں پر آتی محسوس ہوئی۔

"کہو کیا چاہتی ہو تم؟"

اس بار پہلے سے زیادہ سختی سے استفسار کیا تھا۔ اس نے گھبرا کر نفی میں سر ہلایا۔

"غانیہ! کیا کہہ رہا ہوں میں دہراؤ اپنے الفاظ۔" وہ دبی آواز میں دھاڑا تھا۔ غانیہ سوکھے پتے کی طرح لرز گئی۔

"اسجد! میں یہ نہیں چاہتی۔ میں چاہتی ہوں مر جاؤں میں۔ بس مر جانا چاہتی ہوں میں۔"

عجب بے بسی کا احساس تھا۔ ایک لاپتا سا درد ایک، بے نام سی چبھن اور ایک بے معنی ارزانی تھی۔ وہ رونے لگی تھی۔ وہ جو اس کے لفظوں کا کرارا جواب دے کر اسے اپنے اختیار کی لامحدود حد باور کروانا چاہتا تھا یکدم بے بس ہوگیا۔ پہلے اس کے بازو پر گرفت نرم پڑی پھر بہت احتیاط سے اسے سمیٹ لیا۔

"کیوں بے معنی باتیں سوچ کر خود کو تکلیف دے رہی ہو؟ شادی کر رہا ہوں تم سے لاتعلق نہیں ہو رہا۔ بینش سے میں نے کمٹمنٹ کی تھی پھر درمیان میں کچھ سال آگئے۔ میں اس کا انتظار کرنا چاہتا تھا لیکن بابا کی خواہش کے آگے ہار مان لی اور تم سے شادی کرلی۔ غانیہ! تم جانتی ہو دوسری شادی کرنا ہمارے خاندان میں عام بات ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس سے تمہیں کوئی فرق پڑنا چاہیے۔ تمہارے مقام اور حیثیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔"

اس کی نرمی غانیہ کے دل پر پہاڑ کا سا بوجھ بڑھا رہی تھی۔ اس نے تڑپ کر اسجد کے حصار کو توڑا۔

"آپ بینش سے شادی کرلیں اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ مجھے ہمدردی نہیں چاہیے۔ میں نے دل سے یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ آپ کو اپنی پسند کی زندگی گزارنے کا پورا حق ہے مگر مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں کہ اپنی بے وقعتی برداشت کروں۔ کسی کی چھوڑی ہوئی محبت، کسی کی چھوڑی ہوئی جگہ پہ کسی کی زندگی میں زبردستی داخل ہو کر اپنی حیثیت اور اہمیت کو تلاش کروں۔ میں جب تک لاعلم تھی خوش تھی لیکن آگہی عذاب بن گئی ہے۔ اسجد! مجھے سمجھنے کی کوشش کریں مجھے یہ سوچ کر ہی گھٹن ہوتی ہے کہ آپ نے مجھ سے شادی اپنے دل کی مرضی کے برخلاف کی۔ میری موجودگی میں آپ کسی اور کی کمی کو محسوس کرتے رہے۔ میں آپ کی زندگی میں ہوں لیکن مجھ سے آپ کی ذات اور زندگی دونوں کی تکمیل نہ ہوسکی۔ میں ایک عام سی عورت ہوں۔ مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں کہ مجھ سے محبت کی جائے۔ آپ چار شادیاں کریں یا دس مجھے فرق نہیں پڑتا۔ میری ذات کی نفی کردی آپ نے۔"

وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔ اس سے فاصلہ بڑھاتے ہوئے وہ دور جا کھڑی ہوئی۔

"تم بہت کم فہم ہو اور زود رنج بھی۔ میں دوسری شادی کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہارا میری زندگی میں کوئی مقام نہیں۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ تم اہم ہو۔ بیوی ہو میری۔" وہ زچ ہو کر اور بھی کچھ بولتا مگر اس نے اسجد کی بات قطع کردی۔

"اور آپ کے بیٹے کی ماں ہوں یہی کہنا چاہتے ہیں ناں۔ یہی مجبوری ہے آپ کی جو آپ مجھے برداشت کر رہے ہیں جب کہ میری مجبوری یہ ہے کہ اس خاندان کی عورتوں کی طرح مجھے بھی سمجھوتہ کرنا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں کم فہم، زود رنج ہوں میری عادات سمیت میں آپ کو سخت

Scanned with CamScanner

ناپسند ہوں۔"

"غانیہ یار! خود ترسی کا شکار ہو رہی ہو تم۔ اس طرح ظاہر کر رہی ہو جیسے میں ظلم کے پہاڑ توڑ رہا ہوں تم پر حالانکہ ہمارے خاندان کے بیشتر مردوں نے دوسری اور کچھ نے تیسری شادی کی ہوئی ہے مگر تم واویلا کر رہی ہو۔"

اس نے اس الزام پر کچھ نہیں کہا۔ پھینکا ہوا طلاق سیٹ اٹھایا۔ احتیاط سے ڈبے میں بند کر کے اس کی سمت بڑھا دیا۔

"سوری آئندہ واویلا نہیں کروں گی آخری بار شکایت کی ہے اس کے بعد غلطی سے بھی حرف شکایت لبوں پر نہیں آئے گا۔ بس مجھے رد کی ہوئی کوئی چیز آئندہ مت دیجیے گا۔ نہ کوئی تحفہ اور نہ کوئی لمحہ۔"

اس نے ڈبا نہیں تھاما تو وہ میز پر رکھ کر اس طرح اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ امجد نے چند ساعت اسے تاسف سے دیکھا۔

"اچھا چلو باہر چلتے ہیں بہت اچھا موسم ہے۔ تمہارا موڈ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ نرمی سے گویا ہوا تھا۔

"اب کچھ ٹھیک نہیں ہوگا نہ میرا موڈ نہ ہمارا تعلق۔"

وہ تلخی سے گویا ہوئی حالانکہ ایک لمحے پہلے کہا تھا کہ حرف شکایت لبوں پر نہیں آئے گا اور دوسرے ہی پل پھر تلخ ہو گئی تھی۔ امجد نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر کمرے سے نکل گیا۔ وہ سینے میں دبی سسکی کا گلا گھونٹتے ہوئے خود کو صبر کا درس پڑھانے لگی۔ جہاں چیزیں اختیار سے باہر ہو جائیں وہاں صبر کر لینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اس طرح اپنی اور دوسروں کی زندگی کا سکون برباد نہیں ہوتا۔

☆❁❁❁☆

"یہ خاندان کی روایت ہے کوئی نئی بات نہیں ہونے جا رہی۔ تمہیں دل پر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہنسو، کھیلو، خوش رہو۔ تمہارا حق تمہیں ملے گا۔ اس گھر میں تمہاری حیثیت اور اہمیت کم نہیں ہوگی۔ تمہارا مقام کوئی نہیں چھین رہا۔ تم امجد کی پہلی بیوی ہو اور رہو گی۔ اس کے بیٹے کی ماں ہو۔ بیٹے کی ماں ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ سن رہی ہو غانیہ!"

ثریا بھابی نے اس کا کندھا ہلایا۔ اس نے ہاتھ میں پہنا نفیس ڈیزائن والا سونے کا کنگن گھماتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"غانیہ! میری جان کچھ کہو تو۔"

ثریا بھابی نے اس کی ٹھوڑی چھوتے ہوئے نرمی سے کہا۔ اس نے ثریا بھابی کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس خاندان کی سب عورتیں ایک دوسرے کی ہمدرد تھیں۔ مگر یہ ظلم تو نہیں تھا۔ اس نے گہری سانس لبوں سے آزاد کرتے ہوئے دل پر چھائے ملال کو کم کرنے کی کوشش کی۔

"سن لیا ہے سب، آپ جانتی ہیں میں ایک حقیقت پسند عورت ہوں۔ جانتی ہوں رو دھو کر چیخ کر اور بلاوجہ گھر کا اور اپنا سکون تہس نہس کر کے آئی مصیبت کو ٹالا نہیں جا سکتا اگر انسان کے پاس کوئی حکمت عملی نہ ہو وہ بالکل مجبور ہو تو واویلا کرنے کے بجائے حالات سے سمجھوتہ کرنا بہتر ہے۔ میں نے سمجھوتہ کر لیا ہے بھابی! آپ بے فکر ہو جائیں۔" اس نے تسلی دیتے ہوئے اپنی کلائی میں موجود کنگن کو گھمایا۔

"اور تمہارے دل نے بھی سمجھوتہ کر لیا ہے؟"

بھابی کے سوال نے اس کی روح کھینچ لی پھر بھی وہ بدقت مسکرائی۔

"بھابی! یہ تو آپ نے مرے پر سو کوڑے مارنے والا سوال کیا ہے۔ دل ہوتا ہے بھلا اس خاندان کی عورتوں کے پاس؟ آپ کو اجازت ہے دل کی سننے کی؟ میں دل کی نہیں مان سکتی بہت ذلیل و خوار کراتا ہے جیسے اس دل نے مجھے بے موت مارا ہے میں نے بھی دل کو پھانسی دے دی۔ امجد کا مجھ سے کوئی قلبی تعلق نہیں ہے۔ وہ تو مجھے پسند ہی نہیں کرتا تھا مگر اب جس سے شادی کرے گا وہ اس کی من چاہی ہے۔ مجھے ایسا دکھ نہیں جیسا دکھ اسے سوتن کا جھیلنا پڑے گا۔ یعنی میرا وجود اس کے لیے باعث آزار ہوگا۔ جیسے آپ مہر النسا کو دیکھ کر تڑپتی ہیں۔ جب میرا بھائی آپ جیسی محبت کرنے والی شریک حیات کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کر سکتا ہے تو پھر آپ کا بھائی کیوں نہیں کر سکتا؟ اس کا بھی حق ہے بس فرق

Scanned with CamScanner

یہ ہے کہ میں آپ کی طرح صابر نہیں اور تھوڑے پر شاکر بھی نہیں ہو سکتی..... اسے مجھ سے محبت نہیں تو مجھے بھی نہیں ہے۔"

ثریا بھابی نے اسے ترحم بھری نگاہوں سے دیکھا۔

"تمہیں اسجد سے محبت نہیں۔" انہیں حیرت ہوئی۔ "یہ میں مان ہی نہیں سکتی۔"

"مان لیں وہ ٹھیک ہی کہہ رہی ہے۔"

ثریا نے چونک کر دروازے کی سمت دیکھا۔ وہ یقیناً ساری بات سن چکا تھا۔ بے تاثر چہرہ اور برف لہجہ ثریا کو چونکا گیا تھا لیکن غانیہ کو جیسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا وہ اسی طرح اپنی کلائی میں موجود کنگن کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ چہرے پر گھبراہٹ تھی نہ ندامت۔ اس نے غانیہ کے لاتعلق انداز کو نظر انداز کرتے ہوئے بہن کی طرف دیکھا۔

"السلام علیکم آپا! کیسی ہیں آپ؟"

کمرے میں آکر صوفے پر براجمان ہوتے ہوئے اس کا لب و لہجہ بدل گیا۔ معمول کا انداز پر سکون چہرہ۔

"وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں..... تم کب آئے؟ میں سمجھی آج تم زمینوں پر گئے ہو تو پھر کل ہی واپسی ہوگی۔ یہی سوچ کر غانیہ سے ملنے آگئی۔"

وہ فی الفور جانے کے لیے کھڑی ہو گئیں۔

"بہت اچھا کیا۔ اس طرح اسے اپنے دل کی باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔"

اس بار لہجے میں قدرے تلخی در آئی تھی۔ ثریا کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوا۔ دل کو انجانا سا خوف لاحق تھا۔ انہوں نے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی غانیہ کو دیکھا۔ وہ وضاحت دینے کے موڈ میں نظر نہیں آرہی تھی۔

"ہم عورتیں دل کی باتیں ہر کسی سے نہیں کرتیں۔ یہ باتیں تو اوپری دل سے کہی جاتی ہیں۔ محبت کی گہرائی کا اندازہ ساتھ رہنے اور ایک دوسرے کو سمجھنے سے ہوتا ہے۔ بس وہ ناراض ہے تو کہہ دیا کہ..."

غانیہ نے ثریا کی بات قطع کر دی۔

"کس نے کہہ دیا کہ میں ناراض ہوں۔ میں بالکل ناراض نہیں ہوں۔ میں پرت در پرت مصلحتوں کے غلاف میں لپٹی عورت ہوں۔ خوابوں خیالوں کی دنیا میں نہیں رہتی۔ میں ایک حقیقت پسند عورت ہوں۔ جانتی ہوں اپنا مقام، اپنی حیثیت اور اپنی جگہ۔"

وہ نپے تلے، بالکل ہموار لب و لہجے میں بولتی ثریا کو ششدر کر گئی۔ حیران تو وہ اپنے بھائی کی خاموشی پر بھی تھیں۔ اس حویلی کے مرد عورت کو اپنے سامنے زبان کھولنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ وہ سہیل کی پسند تھی مگر اس کے باوجود اسے سہیل کی ناراضی سے خوف آتا تھا وہ اس کے غصے سے ڈرتی تھی اور اس کے سامنے کبھی اس طرح بات نہیں کر سکتی تھیں۔

ثریا نے دونوں کے چہرے دیکھے۔ بے تاثر اور سپاٹ چہرے وہ دونوں یقیناً اندر ہی اندر کسی طوفان بلا خیز سے لڑ رہے تھے۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔"

ثریا نے کمرے سے چلے جانے میں بہتری سمجھی۔

"بھابی! کل میں بھی شاپنگ کے لیے جاؤں گی آخر گھر میں دو تقاریب ہونے والی ہیں میری بھی کوئی تیاری ہونی چاہیے۔"

ثریا کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے مگر بس سر اثبات میں ہلا کر جلدی سے کمرے سے نکل گئی کہ کہیں وہ پھر کوئی شوشہ نہ چھوڑ دے۔ ثریا کے جاتے ہی وہ بھی کندھوں پر پھیلے دوپٹے کا پلو نفاست سے سر پر ڈالتی کمرے سے باہر جانے لگی۔

"بہت خوشی ہے تمہیں؟"

سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے اس نے غانیہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔ سرخ دہکتے رنگ کے لباس میں وہ سفید مورت اسے غصہ دلا رہی تھی۔ یہ رنگ اس کے وجود کو گلاب کی طرح کھلا دیتا تھا پہلے دن اس نے سرخ عروسی لباس میں اسے دیکھ کر اپنی دھڑکنوں کی بے اعتدالی اتنی شدت سے محسوس کی تھی کہ اسے کہہ دیا تھا کہ یہ رنگ پسند نہیں۔ اس وقت کی بات اور تھی اس نے کبھی دوبارہ یہ رنگ نہیں پہنا آج سالوں بعد بھی اسجد کے لیے اس پر سے نظر

Scanned with CamScanner

ہٹانا مشکل تھا۔

"کیوں کیا سوگ مناؤں؟" اس نے جواب دینے کے بجائے تڑخ کر پوچھا۔

"مرضی ہے تمہاری خوشی مناؤ یا سوگ مگر یہ لباس تبدیل کرلو جانتی ہو یہ رنگ مجھے سخت ناپسند ہے پھر کیوں پہنا؟"

وہ اس کی حکم عدولی کر کے اسے اپنی ناراضی جتا رہی تھی اسجد کو یہی بات گراں گزری تھی۔ وہ حیرت زدہ سی ایک ایک قدم اٹھاتی اس کے بالکل سامنے جا کر رکی۔

"حیرت ہے آپ کل ہی اپنی دلہن کے لیے سرخ رنگ کا عروسی لباس لائے ہیں یعنی اپنی دلہن کو اپنے ناپسندیدہ رنگ میں دیکھنے کے خواہاں ہیں واہ۔" اس نے سر دھنا۔

"وہ میں نہیں لایا بڑی اماں نے منگوایا ہے۔" وہ تنک کر گویا ہوا۔

"خیر کوئی بھی لایا ہو اگر آپ کو نہیں پسند تو پابندی بھی اس پر عائد کیجیے گا جو آپ کی پسند بن کر آرہی ہے اور پلیز اب یہ مت کہیے گا کہ میں آپ کی بیوی ہوں۔ آپ کے حکم کی پابند ہوں۔ آپ کی پسند ناپسند کا خیال رکھنا میرا فرض ہے کیونکہ یہ باتیں میں جانتی ہوں۔"

"تم اپنی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے بہت زیادہ بول رہی ہو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تمہیں۔"

اسجد نے اسے برہمی سے دیکھا۔

"خمیازہ بھگت رہی ہوں۔ اپنی وفاؤں اور بے لوث محبت کا اب کیا باقی رہ گیا۔"

وہ دل میں سوچ کر رہ گئی زبان سے کچھ کہہ کر بات بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔ ان کا رشتہ پہلے بھی محبت کے لطیف جذبے اور احساسات سے عاری تھا اب غانیہ کی بے التفاتی نے اسے مزید بوجھ بنا دیا تھا۔

اسجد نے بھی فریش ہونے کے لیے واش روم کی راہ لی۔ وہ واپس آیا تو غانیہ اپنے لبوں پر سرخ رنگ کی لپ اسٹک لگائے مزید شعلہ جوالہ بنی اپنے لانبے بال سنوار رہی تھی۔ اسے شدید کوفت ہوئی وہ اسے زچ کر دینے کے درپے تھی۔ اسجد کا عکس آئینے میں ابھرا تو وہ ایک طرف ہو گئی۔ یہ محسوس کیا جانے والا گریز تھا۔

"چلو میں تمہیں شاپنگ کروا لاتا ہوں۔"

غانیہ نے اس غیر متوقع پیشکش پر اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ دل کو ہر آن نئی تکلیف سے آشنا کراتا تھا۔

"بہت شکریہ میں بھابی کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"

"میرے ساتھ جانے میں کیا قباحت ہے؟"

"کچھ نہیں، مگر ہو سکتا ہے آپ کو میرے ساتھ جا کر ندامت ہو۔ آپ کے معیار کے مطابق جو نہیں ہوں میں۔"

"غانیہ! مجھے غصہ مت دلاؤ۔"

"مجھ پر غصہ ہی آسکتا ہے آپ کو۔" وہ تلملا کر کمرے سے نکل گئی۔ اسجد کے لیے اسے سمجھنا اور سمجھانا دونوں کام دشوار تھے۔ بینش بھی عابد کی شادی میں شرکت کے لیے آرہی تھی اور وہ غانیہ کے ردعمل کے متعلق سوچ کر پریشان ہو رہا تھا۔

☆❁.....❁.....❁☆

"کون کہے گا کہ تمہارے دل میں قیامت کی تلخیاں پوشیدہ ہیں۔ حشر برپا کرنے کے سارے تیر کانٹوں سے لیس ہو کر دل کا درد چھپانے کا سامان کیا ہے تو اب مسکراؤ بھی ورنہ ساری محنت رائیگاں جائے گی۔"

عابد کی مہندی کا دن تھا اس نے تیاری میں بہت اہتمام کیا تھا۔ وہ جانتی تھی آج بہت سے لوگوں کی جانچتی نگاہیں اس پر ہوں گی۔ نہیں جانتی تھی تو یہ کہ آج بینش بھی تقریب میں شرکت کے لیے کراچی سے آرہی ہے اگر اسے علم ہوتا تو اہتمام سے تیار ہونے کے بجائے کمرے سے ہی نہ نکلتی۔ خود پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد ڈریسنگ ٹیبل پر سے چاندی کی پازیب اٹھا کر بیڈ کا رخ کیا تھا۔ اسی وقت اسجد چلا آیا اسے دیکھ کر چونکا۔

"امید نہیں تھی مجھے کہ تم اتنے اہتمام سے تیار ہو کر شادی میں شرکت کرو گی۔"

"تو کیا خیال تھا زندگی بھر اپنی ناقدری کا سوگ مناؤں گی؟"

وہ چمک کر تمسخر سے بولی۔

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

"نہیں خیر مجھے یقین ہے کچھ عرصے تک تمہیں عقل آ ہی جائے گی۔"

غانیہ نے لب بھینچ کر صبر کا گھونٹ پیا اور پازیب پہننے لگی۔

"میری مدد کی ضرورت ہے؟" وارڈروب کی طرف جاتے جاتے وہ رکا تھا۔

"بہت شکریہ اپنی نئی بیوی کی مدد کیجیے گا۔"

اس کی برداشت جواب دے گئی۔

"بینش کو ان کیل کانٹوں سے لیس ہونے کی عادت نہیں اور ہائے دلوے ابھی میری نئی پرانی ایک ہی بیوی ہے مدد بھی اسی کی کروں گا۔"

"ضرورت نہیں ہے۔" پازیب کا لاک بند کر کے اس نے ہاتھ جھاڑے۔

"میری ضرورت نہیں ہے؟" وہ سخت کبیدہ ہوا۔

غانیہ نے اسے حیرت سے دیکھا یعنی ظلم کر کے مظلوم بھی خود ہی بن رہا تھا۔

"نہیں آپ کو میری ضرورت نہیں ہے۔"

وہ گیلی لکڑی کی طرح سلگی۔

"غانیہ! بینش میری زندگی میں پہلے آئی تھی پھر بھی میں نے کبھی تمہاری طرف سے بے اعتنائی نہیں برتی۔ اپنے کسی فرض میں کوتاہی نہیں کی۔ تمہیں تمہارا مقام دیا۔ اب اگر میں اپنی کمٹمنٹ نبھا رہا ہوں تو تم مجھے مجرم کیوں گردان رہی ہوں؟"

ہر الزام سے خود کو بری الذمہ بھی کر لیا تھا۔ غانیہ اسے خالی نظروں سے دیکھتی رہی۔ کیسے کہتی کہ محبت نہیں دی بولی تو بس اتنا۔

"واقعی سب دیا ہے۔ سب سے بڑھ کر ناپسندیدہ ہستی کو اپنی زندگی میں جگہ دے کر احسان عظیم کیا ہے۔ آپ کو بار بار وضاحت دینے کی ضرورت کیا ہے؟ کر تو رہے ہیں شادی۔ مجھ جیسی بے بس اور کمزور عورت کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ اپنی برداشت پر ہر بار دم بخود رہ جاتا تھا۔ اس کے سامنے اپنے بے بس ہو جانے پر، اپنی خاموشی اور نرمی پر۔ اس کے اپنے حواسوں پر چھا جانے کی وجہ اسے خود سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ واقعی وہ ایک بے بس اور کمزور عورت تھی مگر پھر کیوں وہ مغلوب تھا اور وہ غالب؟

مہندی کی تقریب شروع ہو چکی تھی۔ مہمانوں کی آمد کے بعد ہی وہ اپنے کمرے میں آیا تھا۔ تیاری کے دوران بھی وہ اپنی طرف سے غانیہ کو بار بار دی جانے والی وضاحتوں اور طفل تسلیوں کے متعلق سوچتا رہا جن پر غانیہ کو رتی برابر یقین نہ تھا۔ چودھری امجد الجھ رہا تھا لیکن دکھتا جیسے یہ معمہ خود بہ خود حل ہو گیا۔ (وہ کوئی عام عورت نہیں بیوی ہے میری۔ مجھے اس کا اضطراب بے سکون کرتا ہے۔ اور وہ سمجھتی ہے وہ بے بس اور کمزور ہے۔ چودھری امجد کی بیوی بے بس اور کمزور نہیں ہو سکتی۔ وہ ہے بھی نہیں چھ فٹ دو انچ قد کا مضبوط ارادوں اور بے تحاشا اختیارات کا مالک چودھری امجد اس کی ملکیت ہے۔ میرے بیٹے کی ماں اگر میرے حواسوں پر چھا جاتی ہے تو حیرت کی بات نہیں۔ اسے واویلا کرنے کی عادت ہے اور مجھے اس سمیت اب اس واویلے کی عادت ہو گئی ہے۔ عادت، محبت پر سبقت لے جاتی ہے۔ محبت وہ بھی نامحرم سے محبت ماضی کی یاد بن جاتی ہے۔ اور یاد کا پس منظر وقت کے ساتھ ذہن سے محو ہو جاتا ہے مگر جس کی عادت ہو جائے اور وہ محرم جان ہو تو پھر وہ ذہن و دل میں ہی نہیں بستا بلکہ رگوں میں بہتا محسوس ہوتا ہے۔

اس کا موبائل زور و شور سے بجا تھا۔ اس نے کال ریسیو کی۔ دوسری طرف اس کا پھوپی زاد حارث تھا۔

"کیوں کال کر رہا ہے؟ کیا قیامت آ گئی؟"

وہ خود پر بے دریغ پرفیوم اسپرے کرتے ہوئے بیزاری سے متوجہ ہوا تھا۔ شاید تنہائی میں خود کو کھوجنا اچھا لگ رہا تھا۔

"امجد میری جان! تمہارے خاص مہمان آ گئے ہیں اور پہلی مد بھیڑ انتہائی خاص الخاص شخصیت سے ہوئی ہے۔ تمہاری محترمہ نے آڑے ہاتھوں لیا ہے۔"

"کون غانیہ؟" اسے شاک لگا۔

"کیوں اور کوئی بھی ہے؟"

"نہیں فی الحال تو ایک ہی محترمہ میری ہیں جسے سمجھانا

Scanned with CamScanner

مشکل ہوگیا ہے۔"

اس نے بڑبڑاتے ہوئے رابطہ منقطع کرکے باہر کی راہ لی۔

"غانیہ! پلیز اس سے لحاظ مروت سے پیش آنا۔"

دل ہی دل میں اسے مخاطب کرکے اس نے التجا کی تھی۔

☆❁.....❁.....❁☆

"تو تم غانیہ ہو۔"

تعارف ہو چکا تھا۔ حارث خود بینش کو عورتوں کی محفل میں چھوڑنے آیا تھا۔ مردوں کے لیے الگ انتظام تھا عورتیں الگ دلہن کو مہندی لگا رہی تھیں۔ خوب چہل پہل اور شور شرابا تھا۔ پہلے ہی مقام پر غانیہ سے سامنا ہوا۔ وہ اپنے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسجد کے موبائل میں اس کی تصاویر دیکھ چکی تھی لہٰذا اسے دیکھتے ہی پہچان لیا۔

"یہ یہاں؟" غانیہ حیرت زدہ رہ گئی۔

"یہ بینش ہے اور بینش یہ غانیہ اسجد کی وائف۔"

حارث تعارف کرانے کے بعد موبائل پر اسجد کا نمبر ڈائل کرتا ہوا باہر چلا گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑی رہ گئیں۔ بات کرنے کی ابتدا بینش کی تھی۔ وہ بینش کو دیکھ کر بالکل گم صم تھی۔ موم سے تراشا گیا وجود، سنہرے بال سبز آنکھیں اور معصوم اداؤں پہ غضب کی ڈریسنگ۔ بینش کی ماں امریکن تھی اور اس نے ماں کا رنگ روپ چرایا تھا۔ وہ تصویروں سے زیادہ خوب صورت تھی۔ غانیہ کو اپنی عقل پر تعجب ہوا وہ کیسے بھول گئی تھی وہ جس شخص کی بیوی ہے وہ معمولی چیزیں پسند نہیں کرتا۔ چودھری اسجد کی پسند کو ایسا ہی تابناک، ہوشربا اور دلنشین ہونا چاہیے تھا۔

"اسجد کہاں ہے؟" مکمل استحقاق سے پوچھا گیا تھا۔

"پتا نہیں۔"

اس کی آواز گلے میں اٹک گئی۔ بے پروائی سے کندھے اچکا کر جواب دیا۔ اس نے بیزار ہو کر ارد گرد دیکھا۔

"میں یہاں صرف اسجد کے لیے آئی ہوں مجھے بلا کر خود پتا نہیں کہاں روپوش ہو گیا؟ میرے موبائل کی بیٹری بھی ڈاؤن ہے ورنہ اسے کال کر لیتی۔ پلیز تم مجھے بتاؤ کہاں ہے وہ؟ ورنہ میں اس حویلی میں اسے خود ہی ڈھونڈنے نکل کھڑی ہوں گی۔"

وہ صرف دیکھنے میں غیر ملکی لگتی تھی۔ اس کی اردو بالکل صاف تھی۔

"شوق سے ڈھونڈ لو مجھے کیا اعتراض ہوگا بھلا۔"

حیرت کے بادل چھٹے تو پھر تند و تیز ہوائیں اس کے حوصلے کو ریت کی دیوار کی مانند مسمار کرنے لگیں۔ اس نے ارد گرد اجنبیت اور لاتعلقی کی اونچی فصلیں کھڑی کر لیں۔

"اسجد ٹھیک ہی کہتا ہے۔" بینش نے اس کے سراپے پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے سر جھٹکا۔ اسے الفاظ اور انداز دونوں تیر کی طرح لگے۔

"کیا کہتا ہے؟"

اس نے تڑخ کر پوچھا۔

"یہی کہ تم ایک نہایت خود پرست اور بے مروت لڑکی ہو تمہیں کسی اور سے کوئی سروکار نہیں اپنی ذات سے باہر تمہیں کوئی نظر نہیں آتا۔"

اس نے خود کو زمین میں دفن ہوتا محسوس کیا پورے قد کے ساتھ وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو جانا چاہتی تھی۔ بینش کے نام کی مالا جپنے والا شخص بینش کے سامنے اسے ان لفظوں میں یاد کرتا ہے۔

"یہ سب اس نے کہا ہے؟"

اس کے حلق میں آنسو اٹکنے لگے۔

"ہاں وہ یہی کہتا ہے۔"

"ہیلو بینش کیسی ہو؟"

وہ آ گیا تھا۔ غانیہ کو اس کی آواز بھی بہت دور سے آتی محسوس ہوئی حالانکہ وہ بالکل نزدیک تھا۔

"ٹھیک ہوں اور تمہارے بارے میں پوچھ پوچھ کر ہلکان ہو رہی ہوں مگر مجال ہے جو یہاں کسی نے کچھ بتایا ہو۔ موبائل بھی گاڑی میں رہ گیا اندر آ کر تم سے رابطہ بھی نہیں کر سکی۔ تھے کہاں تم؟ مجھے بلا کر خود غائب ہو گئے میرا استقبال تک نہیں کیا۔"

اس کا شکوہ بے حد اپنائیت بھرا تھا۔ غانیہ کو اپنا وجود غیر

Scanned with CamScanner

ضروری لگا۔
"خاص لوگوں نے کیا ہے تمہارا استقبال۔ یہ غانیہ ہے میری بیوی اور غانیہ یہ بینش ہے۔"
امجد نے مسکرا کر تعارف کرایا۔ غانیہ کی آنکھوں میں مرچیں سی لگنے لگی تھیں۔ بینش نے امجد کو گھور کر دیکھا۔
"صرف بینش نہیں پورا تعارف کراؤ۔" بینش نے اٹھلا کر فرمائش کی۔
"کیا مطلب؟" وہ سمجھ کر بھی انجان بنا۔
"مطلب میں تمہاری ہونے والی بیوی ہوں یہ حوالہ تو دو۔"
"ہونے والی بیوی ابھی نہیں ہو کیونکہ ابھی کوئی رسم کوئی نسبت نہیں ہوئی۔ ارادہ بدلتے بھی دیر نہیں لگتی۔ فی الحال اس حوالے پر صرف ایک کا حق ہے یعنی میرا۔ چودھری امجد کی نئی پرانی ایک ہی بیوی ہے ابھی غانیہ امجد۔"
اس نے تسلی سے بینش کے ذہن میں لگے جالے جھاڑ دیے۔ کب تک بے سروپا باتیں برداشت کرتی۔
"امجد! تمہاری بیوی حد سے تجاوز کررہی ہے۔"
بینش تلملا کر بولی۔
"میں اپنی حد میں ہی ہوں۔"
"غانیہ! پلیز سب متوجہ ہورہے ہیں تماشا مت بناؤ۔"
اس نے نظر اٹھا کر ارد گرد دیکھا۔ کچھ دیر پہلے کا شور شرابا تھم چکا تھا۔ خواتین ان کی جانب متوجہ تھیں۔
وہ پاؤں پٹختی ہوئی چلی گئی۔ امجد نے دانت پر دانت جما کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔
"بہت بدلحاظ ہے تمہاری بیوی۔"
"بدلحاظ نہیں ہے۔ اسے غصہ جلدی اور شدید آتا ہے۔"
وہ اکتا کر بولا پھر اسے اپنی اماں کے پاس بیٹھا دیا۔ وہ بیزار تھی اس طرح کے استقبال کی اسے بالکل توقع نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا امجد اسے دیکھ کر خوش ہوگا۔ اس کی فیملی اسے سر آنکھوں پر بیٹھائے گی۔ امجد کی دیہاتی بیوی منہ چھپاتی پھرے گی۔ وہ تقریب میں سے چلی گئی تھی۔ بینش کو خوش ہونا چاہیے تھا لیکن جیسے امجد کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔ بینش کی خوشی بھی ماند پڑ گئی تھی۔ وہ اسے اجنبی لوگوں میں چھوڑ کر خود پتا نہیں کہاں چلا گیا تھا۔ بینش کا دل ہر شے سے اچاٹ ہوگیا وہ نظر بچا کر امجد کو ڈھونڈنے کے لیے وہاں سے اٹھ گئی۔ اس کے قدم اسی جانب تھے جہاں اس نے امجد کو جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

☆ ☆ ☆

"غانیہ! یہ کیا طریقہ ہے؟ وہاں سب باتیں کررہے ہیں۔ تم مجھے مسلسل مایوس کررہی ہو۔ جانتی ہو عابد کی شادی عبدالاحد ماموں کی بیٹی افشین سے ہورہی ہے اور ساتھ ہی بڑی خالہ اپنی بیٹی نشاط کے رشتے کی بات بھی کررہی ہیں۔ عابد نے ہاں کردی ہے۔ خاندان میں کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ مجھے دیکھو ہر طرح تمہیں خوش رکھنے کی کوشش میں ہلکان ہورہا ہوں مگر تمہارا مزاج ہی درست نہیں ہوتا۔ تمہاری پکی سہیلی افشین بھی تو ہے شادی کے چند ماہ بعد عابد کی دوسری بیوی کو برداشت کرے گی۔ نشاط تو عابد سے عمر میں بڑی بھی ہے۔ خالہ کی خواہش تھی کہ نشاط کی شادی مجھ سے ہو۔ ہماری شادی کے فوراً بعد انہوں نے بات کی تھی مگر میں نے انکار کردیا۔ صرف یہ سوچ کر کہ تم کم عمر ہو۔ تمہیں سیٹل ہونے میں مشکل ہوگی۔ تم سے نظر اندازی برداشت نہیں ہوگی۔ اچھا تھا میں انکار نہ کرتا آج یہ رونا دھونا کرنے کے بجائے تم بھی خاندان کی دیگر عورتوں کی طرح میری دوسری تیسری شادی کو میرا حق اور اپنی تقدیر کا لکھا سمجھ کر قبول کرچکی ہوتیں۔"
غانیہ نے اس ساری تقریر کو دل برداشتہ ہوکر سنا۔
"مجھ پر کیا احسان جتارہے ہیں میرے تو فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ آپ نے مجھ جیسی ناپسندیدہ ہستی کے لیے اتنی عظیم قربانی دی تھی۔ اب کرلیں اس سے دوسری، تیسری شادی دیر نہیں ہوگی۔ عابد کسی اور سے شادی کرے گا جائیداد خاندان سے باہر نہیں جائے گی۔ مزید خالو آپ کو اپنی سیاسی پارٹی کا چیئرمین بھی بنادیں گے۔ اس سب کے لیے ہی عابد نے ہاں کی ہے اور آپ پچھتارہے ہیں۔" وہ زہرخند ہوئی تھی۔ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس خاندان میں اپنے فائدے

کے لیے رشتے کیے جاتے تھے۔

اجد نے اسے ملامتی نگاہوں سے دیکھا۔

"ہاں پچھتا رہا ہوں لیکن تم جیسی کم فہم بیوی کی وجہ سے۔ بتا بتا کر تھک گیا ہوں کہ بینش سے کمٹمنٹ تھی میری۔ شادی کا وعدہ کیا تھا تو کیا اپنے قول سے پھر جاؤں؟ مرد کی شان اس کے قول نبھانے میں ہوتی ہے۔ تمہیں بھی مجھے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جہاں منع کرسکتا تھا وہاں کردیا تھا اگر بینش کے معاملے میں زبان کی پاسداری کی بات نہ ہوتی تو پیچھے ہٹ جاتا مگر اب ایسا ممکن نہیں۔"

اجد اس کی ناراض صورت کو برہمی سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے بہانے بنانا آتا ہے آپ مردوں کو۔" وہ بھڑک کر بولی۔

"کون سی خواہشات کی تکمیل کی ہے میں نے؟ شادی کررہا ہوں جو میرا جائز حق ہے مگر تمہیں کچھ بھی سمجھانا بے کار ہے۔" وہ بےزار ہوکر جانے لگا تھا۔

"یہ بات سمجھ آتی ہے مجھے کہ آپ کا حق ہے۔ شوق سے شادی کریں۔ اپنے قول وقرار نبھائیں۔ محبت، محبت کا کھیل کھیلنا مرد کی فطرت ہے۔ آپ نے کون سا کوئی نیا کام کیا ہے؟"

"نیا کام یہ ہے کہ تمہاری بے سروپا باتیں برداشت کررہا ہوں۔"

وہ بگڑ کر بولا۔

"مت کریں برداشت۔ اس کے پاس جائیں جس سے آپ کو محبت ہے۔"

وہ دبی آواز میں غرائی تھی۔ اجد غانیہ پر تاسف کی نظر ڈال کر کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے اپنے عقب میں دروازہ خاصے زوردار انداز میں بند کیا تھا۔ سامنے ہی بینش کو دیکھ کر وہ بدمزہ ہوگیا۔ وہ کسی ملازمہ سے پوچھ کر اس طرف آئی تھی اور یہاں آکر اسے مایوسی نہیں ہوئی۔

اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ان دونوں کی بحث سن چکی ہے۔

"حیرت ہے چودھری اجد بیوی کو قائل کرنے میں بالکل صفر ہے۔ اچھا تھا کہ تم مجھ سے شادی کرنے سے انکار کردیتے۔" اس کا انداز طنزیہ تھا۔

"تم سے وعدہ کیا تھا اس سے کر نہیں سکتا تھا۔ لیکن بے فکر ہوجاؤ وہ قائل نہ بھی ہو میں اپنا قول نبھاؤں گا۔"

بینش نے بند دروازے پر نظر ڈالی۔

"تم بلاوجہ اسے قائل کرنے کی کوشش کررہے ہو اور وہ بھی بات بڑھا رہی ہے۔ صاف ظاہر ہے وہ ہماری شادی سے خوش نہیں۔ چھوڑ دو اسے اس کے حال پر۔ مجھے کون سا یہاں مستقل قیام کرنا ہے کراچی میں رہوں گی اور یہ یہاں۔"

بینش کو اجد کا غانیہ کی فکر میں ہلکان ہونا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

"یہ میرا مسئلہ ہے۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

اجد نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے اسے ٹال دیا۔ وہ غانیہ کی بے اعتنائی اور بدلحاظی سے خائف ہونے کے بجائے اس کے لیے فکرمند تھا۔ اس کی فکرمندی دیکھ کر بینش آگ بگولہ ہورہی تھی۔ یہ جلن اور رقابت کا احساس دونوں عورتوں کے اندر یکساں موجود تھا لیکن اجد کو شکایت صرف غانیہ سے تھی۔ بینش اس کے خیال میں معاملہ فہم اور سمجھدار لڑکی تھی۔ اس نے جاتے جاتے پلٹ کر دروازے کی سمت دیکھا۔ غانیہ کا بےرنگ چہرہ نظر آیا۔ بینش کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ چمکی ایک قدم بڑھاتے ہوئے اس نے اجد کا ہاتھ بھی تھام لیا۔ ان دونوں کے نگاہوں سے اوجھل ہونے سے پہلے غانیہ نے دروازہ مقفل کرلیا۔ قفل دروازے پر ہی نہیں دل پر بھی لگ گیا تھا۔ اس نے اجد کو خود سے دور جاتا ہوا دیکھ کر اس سے دستبرداری کا فیصلہ کرلیا تھا۔

☆❁.....❁.....❁☆

رات اپنے آنچل میں اندھیرا ہی نہیں چاند ستارے بھی سمیٹ کر لاتی ہے مگر ہر رات ایک جیسی نہیں ہوتی کبھی کبھی رات کے دامن میں سیاہ گھنگھور گھٹائیں اور اجلے شفاف موتی بھی ہوتے ہیں۔ شوخ ہوا کی چھیڑ چھاڑ کے ساتھ اس

Scanned with CamScanner

کے سیاہ بالوں میں اٹکی بوندیں اسے بیزار کررہی تھیں۔ مہندی کی تقریب کے اختتام کے بعد بابا اور اماں نے اس سے غانیہ کے تقریب چھوڑ کر چلے جانے کی بابت باز پرس کی تھی۔ اس کا رویہ کسی کو پسند نہیں آیا تھا۔ وہ وضاحتیں دے دے کر تھک گیا تھا۔

"اتنے مہمانوں کی موجودگی میں وہ لڑکی اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی۔ ثریا بلانے گئی تو اسے منع کردیا اور میں نے ملازمہ کے ہاتھ پیغام بھیجا تو بھی آنے کی زحمت گوارا نہ کی۔ اس خاندان کے مردوں کے سامنے کسی عورت کو ایسے نخرے دکھانے کی اجازت نہیں۔ مرد، عورت کا دماغ درست کرنے کے لیے زبان ہی نہیں ہاتھ بھی استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتے خود سمجھا لو اسے اگر میں نے کچھ کہا تو تمہیں برا لگے گا۔"

اس کی ماں نے پہلی بار اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔ وہ سر جھکا کر سنتا رہا۔

"امجد! یہ معاملات بیوی کی مرضی سے ہینڈل نہیں ہوتے مرد اپنے فیصلے خود کرتا ہے۔ دوسری شادی کا فیصلہ تمہارا تھا ورنہ جب ہم نے کہا تھا تو تم نے صاف انکار کردیا تھا۔ وہ لڑکی ماڈل ہے مگر ہم صرف تمہاری وجہ سے چپ ہوگئے کہ چلو تم اپنا شوق پورا کرلو اب اگر اس کی وجہ سے گھر میں بدامنی ہوگی تو سوال بھی تم سے ہوگا۔ غانیہ تمہارے بیٹے کی ماں ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تمہارے فیصلے کی عزت نہ کرے اسے اچھی طرح باور کرادو کہ مرد کی شان عورت کو اس کے اصل مقام پر رکھنے میں ہے۔ پاؤں کی جوتی کو سر پر نہیں بٹھایا جاتا۔"

یہ کسی اور کے نہیں اس کے والد کے الفاظ تھے۔ اس کی بیوی غانیہ کے سگے تایا کے الفاظ۔ امجد ان کے خیالات سے شدید اختلاف اور اختلاف رکھتا تھا۔ اس نے اپنے والد کو تاسف سے دیکھا۔

"آپ لوگ فکر مت کریں میں اپنے معاملات ہینڈل کرنا اچھی طرح جانتا ہوں۔ اسے بھی اپنا مقام پتا ہے۔ آئندہ آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

اس نے بے دلی سے بات ختم کردی۔ وہ اپنے ماحول رسم و رواج اور حویلی کے اصولوں سے سخت برگشتہ تھا اور ایسا اچانک نہیں ہوا تھا بہت آہستہ آہستہ وہ ان روایات کے خلاف ہوا تھا۔ پہلی بار اس وقت جب الیکشن کے موقع پر سہیل نے اپنے ایک ملازم کے قتل پر زمین و آسمان ایک کردیا تھا وہ بچتا رہا سہیل مخالف پارٹی پر سبقت لے جانے کے لیے ایسا کررہا ہے مگر جب اس نے خون بہا میں لڑکی کا تقاضہ کیا تو امجد ہتھے سے اکھڑ گیا سہیل نے بالا ہی بالا سب معاملات طے کر کے قاتل کی بہن مہرالنسا سے نکاح کر لیا۔ وہ لڑکی کسی کی منگیتر تھی۔ کم عمر اور حساس اس کا منگیتر کس طرح تڑپتا رہا اسے مارا پیٹا گیا امجد اس کا طرفدار تھا۔ اس کی وکالت کرتا رہا مقدمہ لڑتا رہا یہاں تک کہ معاملہ بظاہر ٹھنڈا پڑ گیا مگر یہ امجد کی غلط فہمی تھی۔ اسے چوہدری اجمل نے اپنے ایک سینئر دوست کے بیٹے کی شادی میں جانے کا کہہ کر اسلام آباد بھیج دیا اور اس کے جاتے ہی سہیل نے مہرالنسا سے نکاح کرلیا۔ اس کے منگیتر نے خودکشی کرلی اور مہرالنسا زندہ لاش بن کر رہ گئی۔ دوسری بار اسے اپنے رسم و رواج سے اس وقت شکایت ہوئی جب جائیداد کی وجہ سے اس کی شادی اس کی مرضی کے برخلاف غانیہ سے کرادی گئی۔ اس کے والدین نے اسے آمادہ کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کیا۔ جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی دی، لاتعلق ہوجانے کا ڈراوا دیا اور جب وہ نہ مانا تو سہیل نے اس کی بہن کو طلاق دینے کی دھمکی دے کر اسے ہتھیار پھینکنے پر مجبور کردیا۔

اس نے شادی کرلی لیکن اس کا دل اس حویلی کے اصولوں کے خلاف ہوگیا۔ وہ اپنی زندگی میں صرف بینش کو شامل کرنا چاہتا تھا۔ جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ اس کے دل اور زندگی میں کسی اور عورت کی جگہ نہیں تھی۔ غانیہ کو اس کی زندگی میں شامل کردیا گیا تھا وہ اسے کئی دنوں تک نظر انداز کرتا رہا غانیہ نے بھی اس کے آگے پیچھے پھر کر اس کا دل جیتنے اور توجہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ وہ اگر کریز برتتا تھا تو اسے رتی برابر پروا نہیں تھی لیکن امجد کو جلد احساس ہوگیا وہ کم عمر ہی نہیں محبت جیسے حساس جذبے سے نابلد بھی تھی۔ اسے محبت

Scanned with CamScanner

نہیں تھی تو امجد کی بے اعتنائی و گریز کی فکر خاک ہوتی۔

اسے پڑھنے کا شوق تھا امجد نے اسے پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اور وہ پہلا دن تھا جب امجد نے اس کی آنکھوں میں اترنے والی حیرانی کو دیکھ کر لطف لیا تھا۔ وہ اس حویلی کے دوسرے مردوں سے مختلف تھا۔ اس کا دل خود سے وابستہ ہستی کو کمتر سمجھنے پر کبھی آمادہ نہیں ہوا۔ وہ ہر عورت کی عزت کرتا تھا پھر بیوی کو کیونکر عزت نہ دیتا۔ والدین سے اس نے حویلی کے رسم و رواج اور ناپسندیدہ اصولوں کے متعلق کبھی بحث نہ کی اور نہ ہی ان کے خیالات بدلنے کی کوشش کی۔ آج بھی وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلا آیا تھا تاکہ عانیہ کو سمجھا سکے مگر دروازہ بند تھا کئی بار دستک دینے کے باوجود اس نے دروازہ نہیں کھولا۔ وہ زچ آکر باہر آگیا۔ وسیع و عریض حویلی کی حدود سے باہر درختوں کا سلسلہ تھا وہ ایک تناور درخت کے نیچے ایک پتھر پر بیٹھ کر سگریٹ سلگانے لگا۔ ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس کی شادی سے حویلی کے نظم و نسق میں کوئی فرق نہیں آنے والا تھا لیکن اس کی اپنی زندگی کا سکون ابھی سے تہس نہس ہو کر رہ گیا تھا۔

"بھائی! آپ اس وقت یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

عابد کی مرسڈیز آتے دیکھ کر بھی وہ اسی طرح بیٹھا رہا البتہ عابد نے اسے دیکھ کر گاڑی روک دی تھی۔ گاڑی سے اتر کر اس کے قریب آنے تک وہ خود کو اس کی باز پرس کے لیے تیار کر چکا تھا۔

"تم اب آرہے ہو۔ وقت دیکھا ہے پانچ بج رہے ہیں۔ شادی کے بعد بھی ایسی فضولیات میں وقت گزارا کرو گے؟"

عابد نے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔

"شہر سے دوست آئے ہوئے ہیں بس ان کے لیے انتظام تھا۔ آپ کی تاکید تھی تو صبح سے پہلے گھر آگیا ہوں۔ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔" اس نے وضاحت دے کر جلدی سے استفسار کیا مبادا وہ پھر اس کے بخیے نہ ادھیڑنے لگے۔ دوستوں کی فرمائش پر اس نے رقص کی محفل کا انتظام کیا تھا اور اس کا سب سے بڑا اور واحد مخالف امجد ہی تھا۔ اس نے بہت مشکل سے اجازت دی تھی وہ بھی بہت سی شرائط کے بعد کہ وہاں کوئی اخلاق سوز حرکت نہیں ہوگی۔ مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ شباب و شراب کی محافل میں ایسا ہونا عبث تھا یہ محافل تو تھیں ہی اخلاق کے منافی۔

اس نے جانچتی نظروں سے عابد کو دیکھا۔

"بھائی! یقین کریں کسی غلط چیز کی طرف دیکھا تک نہیں اور وہ ڈانسرز بھی جا چکی ہیں سب کو بھیج کر اس طرف آیا ہوں۔"

اس نے عابد کی یقین دہانی پر سر جھٹکا۔

"اپنی زندگی کو مثالی بناؤ۔ وہ لڑکی جو تمہاری زندگی میں آرہی ہے اسے بھی بہت سی توقعات ہوں گی تم سے۔ جیسے تم چاہتے ہو تمہاری شریک حیات باکردار، پارسا، نیک و وفا شعار اور بے مثال ہو بالکل اسی طرح وہ بھی تم سے توقعات رکھتی ہوگی۔ عابد اسے مایوس مت کرنا۔"

امجد اپنے والدین کے خیالات سن کر ازحد مایوس تھا۔ اس کی سنجیدگی اور مایوسی دیکھ کر عابد کو تشویش ہونے لگی۔

"بھائی! آپ مجھے جانتے ہیں میں خود بھی ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔ بس دوستوں کی ضد کے سامنے ہار مان لی اور یہ پہلی اور آخری بار ہوا ہے آئندہ نہیں ہوگا۔ آپ مجھے بتائیں آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ بھابی نے کمرے سے بے دخل تو نہیں کر دیا؟"

عابد نے شرارت سے استفسار کیا امجد نے عابد کو گھور کر دیکھا اور عابد نے اس کی گھوری پر جاندار قہقہہ لگایا۔

"یعنی میرا اندھیرے میں چلایا گیا تیر بالکل نشانے پر لگا ہے چودھری امجد جس کے غصے سے سب کانپتے ہیں وہ بیوی سے ڈرتا ہے۔"

"ڈرتا نہیں ہوں اس کی پروا کرتا ہوں۔ وہ انسان ہے اسے بھی غصہ آسکتا ہے۔ میری کوئی بات بری لگ سکتی ہے۔ مجھ سے اختلاف ہو سکتا ہے اور وہ اپنے جذبات اور خیالات کے اظہار کا مکمل حق رکھتی ہے۔"

اس نے برا مانے بغیر تحمل سے وہ سب اس پر واضح کر دیا جو وہ اپنے والدین سے کہنا چاہتا تھا لیکن ادب اور جھجک مانع

Scanned with CamScanner

تھی۔ وہ لوگ اسے سرکش اور نافرمان سمجھتے۔

"واہ بھائی آپ تو واقعی بھابی کے کہنے میں ہیں۔ میں بڑی اماں اور چھوٹی اماں کی باتوں کو ان کا وہم سمجھتا تھا وہ دونوں کہتی ہیں کہ بھابی جادو گرنی ہیں۔ انہوں نے آپ کو اپنی مٹھی میں کر لیا ہے۔ ویسے لگتا تو نہیں کہ اتنی چھوٹی سی بھابی آپ جیسے قد آور مرد کو مٹھی میں کر سکتی ہیں لیکن ہاں اگر جادو گرنی ہیں تو واقعی کر سکتی ہیں۔"

عابد نے اس کے گھورنے کی پروا کیے بغیر غیر سنجیدہ انداز میں تبصرہ کیا۔

"عابد! میں بہت پریشان ہوں۔"

اس نے اکتا کر کہا۔

"تو دوسری شادی مت کریں۔ لگتا نہیں ہے کہ آپ دوسری شادی کر کے خوش رہیں گے۔ غانیہ بھابی کی بہت فکر کرتے ہیں آپ کیوں خود کو اور انہیں آزمائش میں ڈال رہے ہیں؟"

"قسمت ہے میری۔" اس نے بیزاری سے جواب دیا۔

"ٹھیک کہا..... میں نے بھی کبھی نہیں سوچا تھا لیکن مجھے بھی پہلی کے بعد دوسری شادی کرنی ہے۔"

"اسجد بھائی! اگر آپ اجازت دیں تو میں بھابی سے بات کروں؟"

"کیا بات کرو گے؟ اسے فی الحال کسی کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ آپا نے بھی سمجھایا ہے مگر وہ فقط ایک بات سننا چاہتی ہے کہ میں شادی نہیں کر رہا اس کے علاوہ اسے کسی بات میں کوئی دلچسپی نہیں۔"

اس نے سگریٹ کا آخری کش لیا بچا ہوا حصہ ایک طرف اچھال دیا دوسری سگریٹ سلگانے کا ارادہ ملتوی کرتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ ہوا تیز تھی خنکی بڑھنے لگی تھی۔ فجر کی اذان کا وقت بھی قریب تھا۔

"بھائی! اگر ایسا تو کبھی نہیں ہوا ہمارے خاندان کی عورتیں سمجھوتہ کرنا جانتی ہیں۔ مرد عورت کے نخرے نہیں برداشت کرتے اپنی بات منوانے کا اختیار ہے آپ کے پاس اور پھر بھی اس قدر پریشان نظر آ رہے ہیں آپ کو کون سا ان کی اجازت کی ضرورت ہے؟ کر لیں شادی بھابی خود ہی ٹھیک ہو جائیں گی۔"

عابد کے مشورے پر اس نے گہری سانس لی۔

"اس وقت بالکل ہمارے والدین والی زبان بول رہے ہو تم۔ خیر تم بے فکر ہو جاؤ اسے منا لوں گا۔"

عابد نے سر اثبات میں ہلایا۔ وہ دونوں حویلی میں آ گئے۔ فضا میں اذان کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ عابد اپنے کمرے میں چلا گیا۔ دوسرے کمرے میں جانے سے پہلے وہ ایک بار پھر اپنے کمرے کی طرف آ گیا۔ دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے اندر قدم رکھے وہ نماز کے انداز میں دوپٹا اوڑھ رہی تھی۔

اسے دیکھتے ہی اسجد کا غصہ عود کر آیا۔

"یہ کیا بچکانہ حرکتیں کر رہی ہو تم؟ ساری رات میں باہر رہا۔ حدید کو بھی تم نے فردوس کے پاس چھوڑ دیا اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے تمہیں؟ اماں بابا ناراض ہو رہے تھے مہمان الگ چہ مگوئیاں کر رہے تھے۔ بینش پر بھی اچھا تاثر نہیں پڑا۔"

اس نے بامشکل اپنی آواز بلند نہ ہونے دی۔ غانیہ کے چہرے کے پتھریلے تاثرات میں کوئی دراڑ نہ پڑی۔

"مجھے کسی پر کوئی اچھا تاثر نہیں ڈالنا اور نہ ہی مجھے کوئی احساس ہے۔ آپ کی موجودگی مجھ پر گراں گزرتی ہے۔ کچھ عرصے بعد ویسے بھی آپ کو اس کمرے کا راستہ بھول جائے گا بلکہ شاید حویلی آنا بھی پسند نہ کریں۔ اب آپ پر کوئی پابندی اور روک ٹوک نہیں ہے۔ آپ ساری رات باہر رہیں یا ہفتوں مہینوں مجھے پروا نہیں۔ آج ویسے بھی رقص و سرور کی محفل سجی ہوئی تھی حویلی کے مردوں کو ایسی محفلیں بہت لبھاتی ہیں۔ آپ کو تو کھلی اجازت تھی لطف اندوز ہونے کی مجھ سے شکایت کرنے اور مجھ پر برہم ہونے کے بجائے آپ میری بالغ نظری کو داد دیں۔ آپ کو جانے کا موقع فراہم کر دیا۔"

جائے نماز بچھاتے ہوئے وہ زہر خند ہوئی تھی۔

"واقعی بہت شکریہ۔ آج رات بہت لطف ملا۔ اندوز ہوا

Scanned with CamScanner

ہوں تمہاری بالغ نظری کی بدولت۔"

وہ تلخ ہوا۔

غانیہ نے کچھ کہے بغیر نیت باندھ لی اس نے غانیہ پر ایک سلگتی نظر ڈال کر واش روم کا رخ کیا۔ چند ساعت بعد وہ وضو کرکے برآمد ہوا۔ ریک سے جائے نماز نکال کر بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی۔ دو رکعت ادا کرکے اس نے سلام پھیرا۔ اچانک نگاہ کونے میں جاتے شخص پر پڑی دل میں ذخمی لہر اٹھی ٹیس کی طرح۔ وہ اس کی ہمراہی میں پہلے بھی بہت بار فجر کی نماز ادا کرچکی تھی لیکن آج دل کو عجیب سا اطمینان ہوا۔

"اور یہ شخص اب تک صرف میرا ہے اللہ مجھے جنت میں بھی اسی کا ساتھ نصیب ہو۔ بس یہ کسی اور کا نہ ہو صرف میرا رہے۔" بالکل بچوں جیسی ضد تھی۔ نماز کے بعد دعا مانگ کر دل کو کچھ اطمینان نصیب ہوا۔ چہرے پر ہاتھ پھیر کر دائیں جانب دیکھا تو وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا مانگ رہی تھیں؟" اس نے آہستگی سے استفسار کیا۔

"دعا بتائی نہیں جاتی۔"

غانیہ نے فوراً سے بھی پہلے جواب دیا۔ امجد نے مسکرا کر دیکھا۔

"مجھے پتا ہے کیا دعا مانگی ہوگی۔ یہی کہ میں دوسری شادی نہ کروں۔"

اس نے جائے نماز سے اٹھتے ہوئے اسے گھور کر دیکھا مگر کچھ کہا نہیں اس کا اندازہ کافی حد تک درست ہی تھا۔

"مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا دوسری تیسری چوتھی دل چاہے جتنی شادیاں کریں۔ میں نے تو پہلے بھی اعتراض نہیں کیا۔ آپ کھلے عام اپنی ماضی کی محبت کا اعتراف کرتے ہیں۔ مجھے آپ کے پرانے افیئر کے متعلق بھی کچھ کہنے کا حق نہیں لیکن اگر ایسی کوئی بات میری ذات سے منسوب ہوتی تو میں بدکردار بدچلن کہلاتی۔ قتل کی مستحق ٹھہرتی مجھے عبرت کا نشان بنا دیا جاتا۔"

"غانیہ یار! تم مجھ سے بدگمان ہو رہی ہو۔"

"ہاں کیونکہ میری ساری خوش گمانیاں ختم ہوگئی ہیں۔" وہ تنک کر بولی اور وہ زچ ہو کر بولا۔

"ماضی کا افیئر نہیں ہے بینش۔ مجھے اس سے محبت تھی۔ شادی کرنا چاہتا تھا۔ ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق نہیں تھا جس پر میں ندامت محسوس کروں۔ کسی کو پسند کرنا اور شادی کرنے کی خواہش کرنا گناہ نہیں ہے۔"

اس کا ٹوٹا پھوٹا دل اس چوٹ پر ہزار ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔ اس نے ببانگ دہل اپنی محبت کا اعتراف کرکے خود کو اس پر ڈھائے ہر ستم سے بری الذمہ قرار دے دیا تھا۔

"ٹھیک ہے آپ کا ماضی، آپ کی محبت اور آپ کی شادی۔ مجھے ہر چیز قبول ہے بہت خوش ہوں میں۔" کچھ دیر کے بعد پھر بولی۔

وہ بینش آئی ہوئی ہے آج ہی نکاح پڑھا لیں۔ آپ کی دلہن کو اپنے ہاتھوں سے سنواروں گی تاکہ آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہ رہے۔ اب خوش ہیں؟" وہ کہہ کر جانے لگی۔

"کہاں؟"

خوشی تو کیا وہ غانیہ کے چہرے پر چھائے حزن و ملال کو دیکھ کر پچھتا رہا تھا۔ کاش وہ اپنے ماضی سے فقط ایک نام مٹا سکتا۔ غانیہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"آپا سے حدید کو لینے جا رہی ہوں۔ بے فکر رہیں ناشتے کی میز پر گھر والوں کے ساتھ آپ کی بینش سے بھی اپنے کل کے رویے کی معذرت کرلوں گی۔"

"کسی سے معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اپنا رویہ درست کرلو سب کی ناراضی خود ہی دور ہوجائے گی۔"

اس نے امجد کے مشورے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا اور کمرے سے باہر آگئی۔ حویلی میں سب ہی جاگ رہے تھے۔ ملازمائیں فجر کی نماز کے بعد اپنے کاموں میں مصروف نظر آتی تھیں۔ حویلی کی لڑکیاں نماز، قرآن کی تلاوت اور چہل قدمی کے بعد ناشتے کی تیاری میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ بزرگ خواتین البتہ عبادات کے علاوہ صرف حکم نافذ کرتی تھیں۔ وہ سب کو نظر انداز کرتی حویلی کے دوسرے حصے میں آگئی جہاں اس کا میکہ تھا۔ فردوس آپا اسے باہر ہی مل گئیں۔

"آپا سلام! حدید کہاں ہے؟" وہ خود کو نارمل ظاہر کر رہی تھی۔

"سو رہا ہے۔ رات بھر جاگا اور روتا رہا ہے۔ عجیب ماں ہو سب سے ناراضی ہے بچے سے کیا پرخاش؟ اتنی سنگدل مت بنو غانیہ! وہ مرد ہے خود کو حق بہ جانب سمجھتا ہے۔ وہ من مانی کر کے رہے گا۔ اس طرح کیوں اپنی زندگی جہنم بنا رہی ہو؟ وہ جو کر رہا ہے کرنے دو۔ اس طرح تم اپنی عزت اور قدر گھٹا رہی ہو۔ ہمیں بھی کل بہت کچھ سننا پڑا۔ گھر میں شادی ہے اسی بات کا لحاظ کر لو۔"

فردوس آپا کے الفاظ بھی کم تکلیف دہ نہ تھے۔ وہ درد چھپا کر مسکرائی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دیں۔ آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔ اب حدید کو لے لوں؟"

فردوس نے اسے حیرت سے دیکھا اس قدر نارمل انداز بھی ضبط کا راز فاش کر گیا تھا۔

"غانیہ! کچھ ہوا ہے؟" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں اپنی بے وقوفی کا احساس ہوا ہے۔ ٹھیک کہہ رہی تھیں آپ۔ وہ حق بہ جانب ہے۔ میں ہی اپنی عزت گھٹا رہی ہوں۔"

اس نے اندر کی راہ لی تھی فردوس کو ملال نے گھیر لیا۔

بعض اوقات انسان بہت بے بس ہو جاتا ہے۔ حقائق سے آگاہ ہو کر بھی اپنے جیسے انسانوں سے جھوٹی امیدیں وابستہ کر لیتا ہے۔ اور جب امیدیں ٹوٹتی ہیں تو دل بھی ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر چاہے کتنا بھی سمجھایا جائے دل نہیں سنبھلتا یہ ٹوٹ پھوٹ روح تک کو مسمار کر دیتی ہے۔ دل سے ان امیدوں کے ٹوٹ جانے کا ملال نہیں نکلتا۔ دماغ مان بھی لے تو دل کو سمجھانا مشکل ہوتا ہے کہ جسے عمر بھر سب سے زیادہ اپنا سمجھتے رہے وہ کبھی اپنا تھا ہی نہیں اور جس تعلق کو محبت سمجھا وہ فقط مجبوری کا بندھن تھا۔ اس کا دل نا سمجھ تھا۔ شکست مان لی تھی لیکن تڑپ پہلے سے زیادہ بڑھ گئی تھی۔

☆❁.....❁.....❁☆

امجد نے کہا تھا کسی سے معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے اپنا رویہ درست کر لو سب کی ناراضی خود ہی دور ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود اس نے ناشتے کے بعد امجد کی والدہ سے معذرت کر لی تھی۔ انہوں نے اسے آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے اس کی کوتاہیوں اور خودسری پر اچھا خاصا شرمندہ کیا۔

وہ دلبرداشتہ سی سر جھکا کر سنتی رہی۔ بینش کے کمرے تک جاتے ہوئے اس کے پاؤں من من بھر کے ہو رہے تھے۔ وہ اس کے شوہر کے دل پر راج کرتی تھی۔ اس سے بھلا کیا مقابلہ؟ کل اس نے غلطی کر دی تھی آج قلق ہو رہا تھا اگر اس کا استقبال خندہ پیشانی سے کرتی تو آج ہزیمت نہ اٹھانی پڑتی۔

سچ ہے انسان اکڑتے ہوئے آنے والے وقت کو فراموش کر دیتا ہے اور جب زندگی اپنے سبق پڑھاتی ہے تو سارے کس بل نکل جاتے ہیں اور پچھتاوے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اس نے سر جھکا کر ادھ کھلے دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا۔

"بینش! اس طرح اچانک جانے کا سبب بتاؤ گی؟ آج برات ہے تم کل آئی ہو اور اب واپسی کے لیے بہ ضد ہو۔"

امجد کی آواز سن کر دستک کے لیے اٹھایا ہوا ہاتھ تھم گیا۔

"کیونکہ مما آ گئی ہیں۔ انہوں نے فوراً آنے کا کہا ہے اس لیے جا رہی ہوں۔"

صاف پتا چل رہا تھا وہ بہانہ بنا رہی ہے۔

"انہیں بھی یہاں بلا لیتے ہیں۔ اچھا ہے سب سے مل لیں گی۔"

امجد نے اسے روکنے کے لیے کہا تھا۔

"نہیں آئیں گی وہ، مجھے جا کر ان سے بات کرنی پڑے گی۔ دیکھو ہماری شادی کے لیے مانتی ہیں یا نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

وہ اس کی بات سن کر حیران ہوا۔ اس نے پہلے اس طرح کے کسی خدشے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ دوسری طرف غانیہ تھی جسے اس بات سے اب واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اگر کوئی سبب بن بھی جاتا اس کی شادی رکنے کا تو بھی دل میں ایسی پھانس گڑ گئی تھی جو کبھی نہیں نکل سکتی تھی۔

Scanned with CamScanner

"مطلب انہیں بہت سی باتوں پر اعتراض ہے جیسے تمہاری پہلی شادی پر گاؤں میں رہائش پر۔"

"یہ سب باتیں تم پہلے سے جانتی تھیں۔" اس نے یاد دلایا۔

"ہاں میں جانتی تھی لیکن مما نہیں جانتی تھیں۔ میں نے انہیں کہا بھی کہ میں گاؤں میں نہیں رہوں گی مگر تمہارا تعلق گاؤں سے ہے۔ تم اس سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔ اور سب سے بڑھ کر مما کو تمہاری پہلی شادی کی بات پر اعتراض ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ تم پہلی بیوی کو طلاق دو پھر ہماری شادی ہو سکتی ہے۔"

غانیہ کا وجود زلزلوں کی زد پر تھا۔

"تم جانتی ہو ایسا ناممکن ہے۔" امجد نے کہا۔

"ہاں تم نے ایک بار بتایا تھا تمہارے خاندان میں بیٹے کی ماں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ہمیشہ نا اور ممکن کے بیچ ایک راستہ ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت مستحکم سہی مگر ناممکن کچھ نہیں تم قانونی کاروائی کے ذریعے بیٹے کو رکھ سکتے ہو اسے چھوڑ دو۔"

"بیوی ہے میری ایسے کیسے چھوڑ دوں۔ تم سے شادی کا وعدہ کیا تھا لیکن ایسی کسی بے وقوفی کی قسم نہیں کھائی تھی۔"

وہ محل سے گویا ہوا۔

"جس وقت شادی کا وعدہ کیا تھا اس وقت کوئی دوسری عورت تمہاری زندگی میں نہیں تھی اور یاد کرو تم نے مجھ سے ہمیشہ صرف میرا بن کر رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ کہا تھا میرے علاوہ تمہاری زندگی میں کبھی کوئی دوسری عورت نہیں آئے گی۔ میں نے پھر بھی یہ کڑوا گھونٹ پی لیا۔ زیادتی تو میرے ساتھ ہوئی ہے۔"

غانیہ کے لیے اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا۔ اس کے اندر جس قدر شور برپا تھا اندر اتنا ہی پرسکون ماحول تھا جیسے حالات حاضرہ پر تبصرہ یا موسم کے متعلق بات ہو رہی ہو۔ اسے حیرت تھی اس کے دوسری شادی پر اعتراض کرنے سے پہلے ہی فقط خاموش ہو جانے کی وجہ سے اسے عام عورت کہنے والا امجد اس وقت اپنی منتخب کردہ خاص عورت کے کسی ایک اعتراض سے خائف نہیں تھا۔ اسے بے قرار کر کے وہ پرسکون بھی تھا اور مطمئن بھی۔ اس میں مزید کچھ بھی سننے کی سکت نہیں تھی اگر وہ کوئی فیصلہ کرنا بھی چاہتا تھا تو اسے جاننے کی خواہش نہ تھی۔

وہ بغیر کسی آہٹ کے جس طرح آئی تھی اسی طرح پلٹ گئی۔ کمرے میں موجود دونوں نفوس بے خبر تھے۔ ان کے درمیان وجہ تنازعہ بننے والا وجود اب اس بحث میں دلچسپی نہیں رکھتا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے گا یا نہیں۔ امجد بینش کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر حیران نہیں تھا۔

"میں نے تمہیں آج اپنی شادی کے متعلق نہیں بتایا۔ جس دن میں نے اپنے بابا کے سامنے ہتھیار پھینکے تھے اس دن میں نے تمہیں بھی آگاہ کر دیا تھا کہ میرا انتظار مت کرنا میں نے تمہیں ہر وعدے سے آزاد کر دیا تھا۔ سب جاننے کے بعد بھی میری زندگی میں شامل ہونے کی خواہش تمہاری تھی۔ میں اپنا قول نبھا رہا ہوں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے کوئی توقع مت رکھنا۔"

اس کا دوٹوک انداز دیکھ کر بینش کے تیور بھی بگڑ گئے۔

"تم سے توقع نہیں تمہاری محبت سے امید تھی۔ بہت مایوس کیا ہے تم نے مجھے۔" وہ دل گرفتہ ہو کر گویا ہوئی۔

"میں نے ہر بات واضح کر دی ہے۔ شادی سے انکار نہیں کیا تم ہر پہلو پر سوچ لو پھر کوئی فیصلہ کرنا۔"

"فی الحال مجھے یہاں سے دور جانا ہے۔" وہ تنک کر بولی۔

"مرضی ہے تمہاری۔ میں تمہارے جانے کا انتظام کراتا ہوں۔"

اس نے حیران ہو کر امجد کو تاسف سے دیکھا۔ رکنے کا اصرار تو کجا وہ اسے چھوڑنے بھی نہیں جا رہا تھا۔

"تمہیں میرے ڈرائیور کے ساتھ آنے پر اعتراض تھا جا رہی ہوں تو پروا نہیں۔" وہ شکوہ کناں ہوئی۔

"ایسی بات نہیں ہے تم جانے پر بہ ضد ہو۔ آج عابد کی برات ہے بھائی کی شادی چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔"

"ٹھیک ہے ملے تو آؤ گے ناں؟"

"یہ کیسا سوال ہے؟ یہاں سے فرصت ملتے ہی آؤں

Scanned with CamScanner

"اپنی بیوی سے کہنا شادی اٹینڈ کرلے میری وجہ سے
یب چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ تم نے اسے بہت سر چڑھا رکھا
"

اس نے اپنا سامان پیک کرلیا تھا اب توجہ سے اسے
رہی تھی جبکہ اسجد کا سارا دھیان موبائل کی روشن اسکرین
طرف تھا۔

"وہ نازک مزاج ہے اب برداشت اور ضبط کے مراحل
ے گزرنا پڑ رہا ہے تو کچھ بگڑی ہوگی ہے جلد ہی سنبھل جائے
"

"میں جانے سے پہلے اس سے مل لوں؟"
اس نے کچھ سوچ کر اجازت طلب کی تھی اسجد نے نفی
سر ہلادیا۔

"کل سے بہت ڈسٹرب ہے جاتے جاتے تم اسے
ید پریشان کردو گی۔ آج عابد کی برات بھی ہے موڈ آف
گیا تو پھر کمرہ نشین ہوجائے گی تم دوبارہ آؤ گی تو مل لینا۔"
بینش کے دل میں اس کے لیے حسد اور جلن کا آلاؤ جل
تھا جسے وہ اس قدر اہمیت دے رہا تھا
اس سے محبت نہیں کرتا تھا اور جس سے محبت کرتا تھا وہ
اس کی زندگی میں کہیں تھی ہی نہیں۔

"مجھے جانا ہے۔"
اسے یک دم ہر شے سے بیزاری محسوس ہونے لگی
تھی۔ اسجد نے اسے الجھ کر دیکھا پھر کمرے سے باہر چلا
گیا۔ بینش کے موبائل پر کال آنے لگی تھی۔ ہر بات ذہن
سے جھٹک کر اس نے کال ریسیو کرلی۔
اپنی ماں کو جلد واپس آنے کا یقین دلاتے ہوئے وہ دل
گرفتہ تھی۔

☆❁.....❁.....❁☆

شادی کی تقریب ختم ہوتے ہی اس نے رخت سفر
باندھ لیا وہ بڑی اماں کے اصرار پر رک گئی تھی اور رک کر
پچھتائی تھی۔ غانیہ کا رویہ گزشتہ روز سے بالکل مختلف
تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ مہمانوں کی تواضع میں
مصروف تھی۔ اس سے بھی خوش اخلاقی سے ملی۔ اسجد اس کی
طرف سے مطمئن ہوگیا تھا البتہ بینش کو اس کا یہ دکھاوا ایک
آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔
جاتے ہوئے اس نے غانیہ کو جتا بھی دیا۔

"چاہے چہرے پر مسکراہٹ سجالو خوش اخلاقی کے
ڈرامے کرو۔ اسجد پھر بھی مجھ سے شادی ضرور کرے گا۔"
غانیہ نے دور کھڑے عابد کو دیکھا وہ بینش کا منتظر تھا۔

"جانتی ہوں اور میں نے کبھی منع بھی نہیں کیا۔ انہوں
نے وعدہ کیا ہے تو اسے نبھائیں میں اپنے شوہر کی زبان سے
نکلے ہوئے الفاظ کی قدر و قیمت سے واقف ہوں۔"
اس کا لب ولہجہ ہموار تھا۔ بینش نے اسے استہزائیہ
نظروں سے دیکھا۔

"کل تک تو بہت اکڑ رہی تھیں ایک دن میں ساری اکڑ
نکل گئی یقیناً اسجد نے طلاق کی دھمکی دی ہوگی۔ تم جیسی اپنے
حقوق سے نابلد گاؤں دیہات کی لڑکیاں طلاق سے بہت
ڈرتی ہیں ناں۔"
وہ سابقہ انداز میں گویا ہوئی۔

"ہم جیسی لڑکیاں چاہے گاؤں میں رہیں یا شہر میں،
چھوڑ دیے جانے سے ڈرتی ہیں کیونکہ ہم رشتوں کی قدر و
قیمت سے واقف ہوتی ہیں۔ اپنے حقوق سے زیادہ فرائض
کی بجا آوری میں کوشاں رہتی ہیں۔ اپنی ذات سے اپنوں کو
دکھ دینے سے ڈرتی ہیں اور میں جان گئی ہوں اسجد کی خوشی
آپ کے ساتھ میں ہے اس لیے پیچھے ہٹ گئی۔"
بینش نے اس کے نپے تلے انداز اور اعتماد کو ناپسندیدہ
نظروں سے دیکھا اور کوئی الوداعی جملہ کہے بغیر آگے بڑھ
گئی۔ اسجد اسے چھوڑنے جارہا تھا۔ دو دن بعد ولیمہ تھا اسجد کی
واپسی تک اسے خود کو عادت ڈالنی تھی، مسکرانے کی اور اس کی
غیر موجودگی کے اسباب کو بھلانے کی۔

☆❁.....❁.....❁☆

اس کی واپسی بے حد اذیت ناک تھی۔ ایک جامد چپ تھی
جو ان دونوں کے درمیان حائل ہوچکی تھی۔ وہ اب اس سے کم
مخاطب ہوتی تھی۔ اسجد بھی اس کے وجود کو فراموش کرچکا تھا

اور یہ ایک لحاظ سے ٹھیک ہی تھا اب ان کے درمیان کوئی لایعنی بحث نہیں ہوتی تھی اور حویلی والے سمجھتے تھے ان کے درمیان سب ٹھیک ہے۔ وہ حتی المقدور اسجد سے گریز برتتی تھی اور اسجد اپنی ہی کسی دنیا میں گم تھا شاید مستقبل کا کوئی لائحہ عمل بنا رہا تھا۔ عابد ولیمے کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ شمالی علاقہ جات گھومنے چلا گیا تھا۔ اسجد نے ہی اسے قائل کیا تھا ورنہ حویلی میں نئے دلہا دلہن کا رشتے داروں کے یہاں دعوتوں کے علاوہ کہیں جانے کا تصور بھی محال تھا۔ ان دعوتوں میں بھی سارا خاندان مدعو ہوتا تھا۔ سب کا جانا از حد ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ وہ حیرت زدہ تھی اسجد بھی اسے لے کر کہیں گھومنے نہیں گیا تھا لیکن بھائی کے لیے بڑوں سے بھی خود بات کرلی سارا ارتجعف کردیا۔ اس نے سنا تو دل میں پھانس سی چبھ گئی۔

"وقت بدل جاتا ہے اور اس کے ساتھ سوچ بھی اسجد اپنی دوسری بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جانے کا ارادہ رکھتا ہوگا اس لیے یہ رسم نبھانے کی روایت ڈال رہا ہے۔ خیر مجھے کیا جب صبر کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو خون جلا کر کیا کرنا۔"

اس نے حقیقت کا ایک کڑوا گھونٹ پی کر صبر کرلیا۔ لیکن ابھی عشق کے اور امتحان باقی تھے۔

عابد اور آشین کے واپس آتے ہی اسجد کی شادی کا موضوع پھر شروع ہوگیا۔ اگرچہ یہ طے شدہ بات تھی اور اس نے بھی اسے دل سے تسلیم کرلیا تھا پھر بھی ہر بار یہ ذکر دل پر گراں گزرتا تھا۔ ایسا لگتا جیسے کوئی روح کو جسم سے الگ کرنے کی بات کررہا ہو۔

محبت ہمیشہ دل میں درد بن کر اترتی ہے لیکن یک طرفہ محبت میں دل سراپا درد بن جاتا ہے۔ وہ دنیا کو اجنبی نگاہوں سے دیکھتی تھی۔ جو سب سے زیادہ اپنا تھا وہ لوگوں کی بھیڑ میں گم ہونے لگا تھا۔ اب اس کے بیگانہ ہونے کی شکایت کس سے کرتی۔

"تم بینش کی والدہ سے شادی کی بات کرلینا ہمیں جا کر باقاعدہ رشتہ مانگنا ہوگا۔"

غانیہ کا وجود سراپا سماعت بن گیا وہ بھی اس کے ارادے کی بابت جاننا چاہتی تھی۔ اسجد نے اپنی گود میں بیٹھے حدید کو چاکلیٹ کھلاتے ہوئے ماں کی طرف دیکھا۔

"میں جب بینش کو کراچی چھوڑنے گیا تھا تو زیادہ رات ہونے کی وجہ سے بینش کو اس کے گھر کے باہر سے ہی چھوڑ کر آگیا تھا اس کی والدہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور اس دن کے بعد میرا کراچی جانا نہیں ہوا۔" اس نے سرسری انداز میں جواب دیا۔

"بظاہر کوئی پیش رفت نہیں ہوئی مگر مجھے لگتا ہے بھائی کسی دن اچانک نکاح کا بتا کر ہم سب کو حیران کرنا چاہتے ہیں۔"

عابد نے نیا شوشہ چھوڑا۔ غانیہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔" ثریا نے بھائی کی تائید کی۔

غانیہ کے دل میں صف ماتم بچھ گئی۔ محبوب کے ساتھ رقیب کا نام سن کر دل آج بھی پہلے دن کی طرح لہو ہوجاتا تھا۔ پہلے فقط بندھن تھا۔ وابستگی، محبت اور چاہت ہی نہیں لیکن رفاقت نے عشق کو بھی جنم دیا تھا اس عشق کا ادراک رقابت کے احساس سے دوچند ہوا تھا۔ اس سے پہلے اسجد صرف ایک مہربان شوہر تھا محبوب بن کر ظالم اور سنگدل ہی نہیں پرایا بھی ہوگیا تھا۔ وہ اس موضوع سے بچنے کے لیے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی۔ کچھ دیر گزری تھی اسجد بھی حدید کو لیے چلا آیا۔ اسے بے تحاشا شرمندگی نے گھیر لیا۔ اپنے دل کی دگرگوں حالت کے سامنے وہ ہر بات کو بھول جاتی تھی۔ حدید اسجد کے پاس تھا وہ اسے لیے بغیر ہی چلی آئی تھی حالانکہ جانتی تھی اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی وہ رونا شروع کردیتا ہے لیکن اس وقت وہ سکون سے سو رہا تھا۔ بیٹے کو اس کی آغوش میں ڈال کر وہ خود بھی قریب ہی بیٹھ گیا۔ اسے گھبراہٹ ہونے لگی بہت دن بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ سنجیدہ، کچھ سوچتی ہوئی مقناطیسی نگاہیں اس پر مرتکز تھیں۔ شاید ابھی وہ کوئی انکشاف کرنے والا تھا۔ "اس نے نکاح تو نہیں کرلیا۔" اس کا دل پنجرے میں قید پنچھی کی طرح آزادی کے لیے پھڑپھڑانے لگا۔ وہ اپنی محبت کے حصول کی خبر سنا کر اس کی روح کھینچنے کے درپے تھا۔ اس نے حدید کو

Scanned with CamScanner

حتیاط سے بستر پر لٹادیا اور خود جانے لگی۔
"کہاں جارہی ہو؟ بیٹھو بات کرنی ہے تم سے۔"
(تو وہ وقت آگیا ہے جس سے بھاگتی رہی۔ میرے زدیک بیٹھا شخص میرا کبھی تھا ہی نہیں۔)
اس نے دل کو مضبوط کرکے امجد کی طرف دیکھا۔
"میں مستقل بنیادوں پر کراچی شفٹ ہونا چاہتا ہوں۔"
اس کے دل پر برق سی کوندی۔ (اس فیصلے کے لیے اسے یقیناً زیادہ سوچنا نہیں پڑا ہوگا۔ رفاقت محبت کی ضمانت نہیں ہوتی بالکل اسی طرح جدائی بھی فراموشی کا سبب نہیں بنتی۔ وہ میرے ساتھ تھا لیکن بینش سے محبت کرتا تھا۔ بینش سے دور ہوکر بھی اسی کا تھا وہ اس کی زندگی سے کبھی گئی ہی نہیں تھی۔)
اس کا ذہن جیسے مفلوج ہوگیا تھا وہ اسے بے تاثر چہرے کے ساتھ سن رہی تھی۔
"تم سن رہی ہو کیا کہہ رہا ہوں میں؟"
اس نے چونک کر اثبات میں سر ہلایا۔ امجد نے سلسلہ کلام جوڑا۔
"اب تم بھی مخالفت مت شروع کردینا میری۔ میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے۔ شہر جانے سے حویلی سے تعلق ختم نہیں ہوگا آنا جانا لگا رہے گا۔ آج کل فاصلوں کی اہمیت ہی کتنی رہ گئی۔"
"کب جارہے ہیں آپ؟" اس نے امجد کی بات قطع کردی۔
"میں کل جاؤں گا کچھ رینوویشن کا کام کرانا ہے۔ لان وغیرہ کی حالت بہت بہتر ہے لیکن پھر بھی بہت سی چیزیں ہیں جنہیں توجہ کی ضرورت ہے۔ اپنے اعتماد کی ملازمائیں تم یہاں سے بھیج دو۔ وہاں بھی کام کرنے والے مل جائیں گے مگر فوری طور پر ملازمین ارینج کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے ہیڈ ہیپارٹمنٹ تم دیکھ لو۔"
"ٹھیک ہے۔" اس نے سرعت سے گردن ہاں میں ہلادی۔ امجد نے اسے تعجب سے دیکھا۔
"تمہیں اعتراض نہیں ہے؟"
"میرے اعتراض سے آپ اپنا فیصلہ تو نہیں بدل دیں گے۔ ظاہر ہے آپ کی بات کی اہمیت ہے لہذا میں نے اعتراض کرنے کی عادت چھوڑ دی ہے۔"
اس کا انداز معاندانہ تھا۔ امجد نے سر اثبات میں ہلایا۔
"اچھا کیا، مجھے اعتراض اور بحث پسند بھی نہیں۔"
اور اسے ہمیشہ کی طرح لگا یہ جملہ اسی کے لیے ہے۔ (مجھے تم پسند نہیں) ذرا سے ردوبدل سے حقیقت نہیں بدلتی۔ اس نے صبر کو آواز دی وہی سہارا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی صبر شکستہ دل کو ٹوٹ کر بکھرنے نہیں دیتا۔ ہر حال میں انسان کا دوست اس کا غمگسار بنتا ہے۔ میٹھی سی سرگوشی کرکے سب ٹھیک ہوجانے کا یقین دلاتا ہے۔
اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے یہ خیال اسے ہر برے حالات میں ڈھارس دے کر کبھی گرنے نہیں دیتا تھا۔ عزت نفس کا رکھوالا ہے وہ جذبات کی فصیلوں پر کسی پہرے دار کی مانند سینہ سپر رہتا ہے۔ زمانے کے گرم و سرد اپنوں کے تلخ رویے، بے اعتنائی اور ناانصافی کے جواب میں ایک صبر ہی ہے جو ہر جنگ میں فاتح ٹھہرتا ہے۔ وہ صبر کرے گی یہ طے تھا شکایت کرکے امجد کے دل سے اپنا مقام نہیں کھونا چاہتی تھی۔ معمولی باتوں پر روز روز کے شکوے گلے کرکے بعض اوقات انسان اپنا مقام گنوا دیتا ہے۔
وہ اداس تھی۔ امجد پر اپنی اداسی کا بھید نہیں کھولنا چاہتی تھی لہذا سنجیدگی اور بردباری کا لبادہ چہرے پر سجالیا۔ اس کا دل کسی تنہا گوشے کا طلب گار تھا۔ وہ تنہا رہ کر اپنے دل کی اداسی کا جشن منانا چاہتی تھی لیکن وہ اسے تنہا چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا۔ نوازشات کا یہ وقت غانیہ کے دل کو مزید غمزدہ کرنے لگا تھا۔ شاید یہ الوداعی ملاقات تھی جیسے وہ رسم نبھا رہا تھا۔ وعدے اور قسمیں نہ سہی بچھڑنے کی رسمیں تو ہوتی ہیں۔ کبھی اگر لوٹ کر آئے گا تو ایک در کھلا ملے گا دو آنکھیں اس کی منتظر ہوں گی۔ پتا نہیں وہ اپنوں سے ملنے آیا کرے گا یا خاص اس سے؟ اسے اپنا آپ گرہن لگے چاند کی مانند لگنے لگا تھا۔ ان کے درمیان بینش کا وجود حائل تھا۔ وہ امجد کو کیسے نظر آتی؟
عورت چاہے چٹان جتنی مضبوط ہو اس کی آدھی ذمہ

Scanned with CamScanner

داریوں کا بوجھ اٹھاتی ہو لیکن مرد کے لیے اس کا وجود نگاہ سے اوجھل ہوتے ہی غیر اہم ہو جاتا ہے۔ اس کے ذہن و دل میں سرد جنگ جاری تھی۔ اس کی مہربانیاں مزید بڑھتیں اس سے پہلے ہی وہ کھڑی ہو گئی۔

"مجھے عشا کی نماز پڑھنی ہے۔ آپ آرام کریں ویسے بھی کل آپ سفر پر جائیں گے۔"

اس کی طرف دیکھے بغیر وہ وضو کرنے کے لیے واش روم کی طرف چلی گئی۔ اسجد نے لب بھینچ کر اس کے گریز کو برداشت کیا۔

"جانتی ہو مجھے نظر انداز ہونا پسند نہیں مگر کوئی بات نہیں ابھی بے نیازی برت لو۔ جب میں فرار کی راہیں مسدود کروں گا تو تمہارے گریز کا خول چٹخ کر ٹوٹ جائے گا پھر پچھتاؤ گی۔ سامنے ہوں تو بے اعتنائی برت رہی ہو چلا جاؤں گا تو مجھے یاد کرو گی۔"

اس نے نماز کے انداز میں دوپٹا باندھتے ہوئے اسجد کے دعووں کو سنا۔ اس کی خوش فہمیوں کا سلسلہ طویل تھا۔ وہ خاموش رہی اسجد نے بیڈ سے اتر کر باہر کی راہ لی۔ اس نے جان جلانے کے بجائے سر جھٹک کر نماز کی نیت باندھ لی۔ صبر نے دل کا ہاتھ تھاما تو اس نے راضی بہ رضا رہنا بھی سیکھ لیا۔ اسے اپنے دل کو سمجھانا آ گیا تھا اگر زندگی اسی طور گزرنی تھی ایسے ہی سہی۔ اسے سمجھوتہ کرنا آ گیا تھا۔ نماز پڑھتے ہوئے اضطراب اور مایوسی بھی دم توڑ گئی۔ نماز مکمل کر کے سلام پھیرنے کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں وہ بے بسی اور دیوانگی کی انتہا پر آج بھی رب سے اسے مانگ رہی تھی جو اسی کا تھا۔

☆❁.....❁.....❁☆

پورے تین ماہ اس نے جل بن مچھلی کی مانند تڑپتے گزارے۔ رمضان گزر گئے، عیدیں بھی گزر گئیں اس نے نہ ہاتھوں پر مہندی لگائی نہ ہی چوڑیاں پہنیں۔

عابد کے نکاح کی تیاریاں شروع ہو گئیں مگر اس کے آنے کے آثار نہ تھے۔ حویلی سے گرفت ایسے دور لگنے لگا جیسے چاند زمین سے دور لگتا ہے۔ وہ روز فون کر کے اس کی خیریت پوچھتا تھا۔ یہ بھی ایک رسم تھی یارداری کی۔ "غانیہ میں ٹھیک ہوں۔"

"اور حدید بھی ٹھیک ہے وہ بھی۔" کہہ کر رابطہ منقطع کر دیتی تھی۔ اس سے کرنے کے لیے ساری باتیں ختم ہو گئی تھیں۔ نہ شکوے گلے تھے اور نہ خوش امیدی وہ بات کرتی بھی تو کیا۔

"میر ابیٹا حویلی کا راستہ ہی بھول گیا۔ پتا نہیں اس شہر والی میں کیا جادو ہے۔ غانیہ کو اپنی گرہستی سنبھالنی ہی نہ آئی۔ اور بھی عورتیں ہیں جن کے شوہروں نے دوسری شادی کر رکھی ہے مگر کوئی اپنی بیوی سے ایسے قطع تعلق کر کے نہیں بیٹھا۔ اسی دن سے ڈر کر سمجھاتے تھے کہ شوہر سے ضد مت باندھو مگر یہ لڑکی منہ پھلا کر گھومتی رہی۔ بڑوں کی باتوں کو در خود اعتنا نہیں جانا۔ آج اپنی حرکتوں کا انجام دیکھ لیا۔"

اس کی ساس بیٹے کی لاپروائی کا ذمہ دار اسے ٹھہرانے لگی تھیں۔ اٹھتے بیٹھتے طعنے دیا کرتیں۔ گھر والوں کی نگاہوں میں ترحم سے زیادہ الزام نظر آنے لگے تھے۔ دبی زبان میں اس سے سوال کیے جاتے ایسے سوال جن کے جواب اس کے پاس نہیں تھے۔

اس کی ماں گھبرا کر پوچھنے لگی تھیں۔ "غانیہ ٹھیک ہے نا تجھے چھوڑ تو نہیں دے گا اسجد؟ کچھ کہہ کر گیا ہے؟" وہ خاموش خالی آنکھوں سے انہیں دیکھ کر نفی میں گردن ہلا دیتی مگر اس کی چپ تسلی بخش نہیں تھی۔

"کوئی فیصلہ تو نہیں کر کے گیا؟" ساس کا سوال زیادہ کاری لگتا تھا۔

وہ جواب دینے سے گریز کرتی۔ کیا پتا فیصلہ کر کے گیا ہو اور اس کی خوش فہمی دھری کی دھری رہ جائے۔ اس کا اعتماد دم توڑ چکا تھا۔

"یہ لڑکا پلٹنے کا نام نہیں لے رہا۔ عابد کا نشاط سے نکاح بھی ہے۔ اسے تیاری کی کوئی فکر نہیں۔ سب چھوڑ کر بیٹھ گیا ہے۔ پتا نہیں دونوں میاں بیوی نے کیا سوچ رکھا ہے۔ لڑکی! اپنے خاوند سے پوچھو کیا ارادہ ہے؟ ایسے کب تک حویلی سے دور رہے گا؟ عابد کے نکاح میں آنے والے

Scanned with CamScanner

مہمان سوال پوچھیں گے۔ ہم کس کس کو جواب دیں گے؟ پہلے بھی تم دونوں کی بدولت خوب تماشا لگا تھا۔"

چھوٹی بڑی اماں نے بھی اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ وہ ہی نشانے پر تھی سب سے آسان حدف امجد سے کوئی کچھ نہیں پوچھتا تھا۔

اس شام امجد کا فون آیا تو اس کا دل بات کرنے پر بھی آمادہ نہ ہوا۔ رابطہ منقطع کر کے موبائل ایک طرف ڈال دیا کچھ دیر بعد ملازمہ پیغام لیے چلی آئی بڑی اماں بلا رہی ہیں۔

"یہ کیا تماشا ہے؟ امجد پریشان ہو رہا ہے اس کی کال کیوں نہیں ریسیو کر رہی ہو؟ میرا بچہ کب تک تمہارے نخرے برداشت کرے گا؟ کہیں دو لفظ بھیج دیے تو رونا سر پکڑ کے۔"

اس نے آنکھوں میں امڈ کر آتے آنسوؤں کو پیچھے دھکیلا۔

"بات کرو اس سے پوچھو کب تک آئے گا۔ کوئی ناراضی ہے تو ختم کرو ورنہ تمہاری ماں سے میں بات کروں گی بہت برداشت کر لیا۔"

وہ بوجھل دل اور تھکے ہوئے قدموں سے واپس کمرے میں آ گئی۔ موبائل کو کینہ توز نظروں سے دیکھا۔ اسی وقت اس کا نام اسکرین پر جگمگانے لگا۔

اس نے بادل نخواستہ بہت خاموشی کے ساتھ کال ریسیو کی۔ کلام کرنے پر دل آمادہ نہ تھا۔ مزاج پر بے حسی طاری تھی۔

"السلام علیکم! کیا ہوا کہاں تھیں؟ کال کیوں نہیں ریسیو کر رہی تھیں؟" اس کی خاموشی کو محسوس کر کے امجد نے بات شروع کی۔

"وعلیکم السلام! مجھے کہاں جانا ہے؟ یہیں تھی۔" بے دلی سے جواب دیا۔

"موڈ کیوں خراب ہے؟" وہاں سے پھر ایک سوال داغا گیا۔ وہ خاموش رہی۔

"موڈ نہیں قسمت خراب ہے۔" اس نے تلخی سے سوچا۔

"غانیہ! کیوں میرے لیے مشکل کھڑی کر رہی ہو؟ دنیا سے نرالا کام نہیں کر رہا میں جو تم نے روگ لگا لیا۔"

"میں نے کوئی روگ نہیں لگایا۔ آپ کو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔"

بے حسی کے خول میں دراڑ پڑی تھی وہ تڑخ کر بولی۔

"نہیں کرتا تمہاری فکر۔ مگن رہو اپنی دنیا میں خود ترسی کی عادت تو پہلے ہی تھی اب ہمدردی سمیٹنے کی بھی عادت پڑ گئی ہے تمہیں۔ آپا، اماں عابد سب کال کر کے تمہاری طرف داری کرتے ہیں۔ میں جیسے کوئی ولن بن گیا ہوں۔ ظالم، جابر، سنگدل اور بے حس تم ہو مگر لوگ مجھے ان خطابات سے نواز رہے ہیں۔ غانیہ! مجھے سمجھ نہیں آ رہا کیسے تمہیں قائل کروں دوسری شادی کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ تم کب تک سوگ مناتی رہو گی؟"

وہ حیران تھی گھر والے ایک طرف اسے سمجھا رہے تھے دوسری طرف امجد کو بھی ایسے ہی حالات کا سامنا تھا۔ وہ بھی سب کی نصیحتوں سے پریشان تھا۔ غانیہ نے خاموشی نہیں توڑی اس کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔

"یار! کچھ تو کہو۔"

"کیا کہوں؟ قائل میں ہو چکی ہوں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایکدم معمول کا سا رویہ اختیار کر لوں تو یہ میرے لیے فی الحال مشکل ہے۔"

سرد اور سپاٹ لہجے میں جواب دے کر اس نے امجد کو مایوس کر دیا تھا۔

"ٹھیک ہے اب مجھ سے بھی کسی نرمی کی توقع مت رکھنا اگر شادی کر لی میں نے تو تم من مانی کرنے کی حق دار نہیں ہو جاؤ گی۔ اپنے دماغ میں یہ بات بٹھا لو کہ تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے چاہے میں شہر میں رہوں یا حویلی میں تمہیں بینش کی موجودگی کو سہنا پڑے گا اور میں دوبارہ اس موضوع پر کوئی بات نہیں کروں گا۔"

غانیہ کو اس کا سخت لب و لہجہ زہر میں بجھے تیروں کی طرح لگا دل چھلنی ہو گیا۔

"اگر زور زبردستی سے اپنی بات منوانی ہے تو پھر میں دل و دماغ کو نہ بھی سمجھاؤں تب بھی آپ کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ آپ کو آپ کی مرضی کے من پسند نتائج مل

Scanned with CamScanner

جائیں گے۔"

عانیہ نے سلگ کر کہتے ہوئے رابطہ منقطع کردیا۔

"اچھی طرح جانتا ہے یہ بے درد انسان کہ بینش کا نام میرے دل میں نیزے کی انی کی طرح چبھتا ہے مگر اب فرمائش ہے کہ مجھے اس کا وجود اپنی نگاہوں کے سامنے برداشت کرنا ہوگا۔ برداشت اور صبر صرف میرے حصے میں ہی کیوں آیا؟"

وہ بے بسی سے لب کچلنے لگی۔

"میرا سکون برباد کرکے سکون مل گیا ہوگا۔ ظالم سنگدل انسان۔"

وہ رونے لگی تھی..... ذہن صرف یہ سوچ رہا تھا کس طرح امجد کو اس کے ارادوں سے باز رکھا جائے۔ بینش کو ہر وقت سامنے دیکھنے کا حوصلہ نہیں تھا اس میں۔ قسمت نے اسے کس مقام پر لاکر کھڑا کردیا تھا کوئی جائے فرار نہ تھی۔

☆❁.....❁.....❁☆

وہ دونوں ایک دوسرے کے روبرو تھے۔ مدھم روشنیاں، پرسکون ماحول، بھاپ اڑاتے کافی کے مگ۔ ایک ریسٹورینٹ میں پرتکلف ڈنر کے بعد بینش بات شروع کرنے کے لیے الفاظ ڈھونڈ رہی تھی۔

"تو تم اپنا ارادہ بدل چکی ہو؟"

اس کی مشکل امجد نے آسان کردی۔ اس نے چونک کر امجد کو دیکھا۔

"مجھ میں اس قدر برداشت نہیں ہے کہ تمہیں کسی اور کے ساتھ شیئر کروں۔ اپنی محبت کو آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتی۔ تمہاری بیوی کے متعلق سوچتے ہی میرے دماغ کی شریانیں پھٹنے لگتی ہیں۔ وہ تمہاری زندگی میں مجھ سے زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ ہم جب یونیورسٹی میں تھے اس وقت تمہاری آنکھیں بالکل شفاف آئینے کی طرح تھیں۔ میں ان میں اپنا عکس دیکھ سکتی تھی لیکن اب مجھے دور تک اپنا آپ دکھائی نہیں دیتا۔ امجد اتنے ماہ میں مجھے احساس ہوگیا ہے کہ تمہاری زندگی میں میری کوئی جگہ نہیں۔ میں نے تم سے کہا کہ تم اپنی بیوی سے کچھ عرصے نہ ملو اور صرف میرے متعلق سوچو اور تم نے میری بات بھی مانی میں چاہتی تھی اسے تمہارے ذہن و دل سے نکال دوں مگر یہ میرے اختیار میں نہیں۔ میری محبت اتنی زور آور نہیں کہ تمہیں اس سے چھین سکے لہذا میں نے ہار مان کر دست برداری کا فیصلہ کرلیا ہے۔ تم بھی صرف اپنا وعدہ ہی نبھا رہے تھے۔ مجھے حیرت ہے ہماری محبت کو بہت جلد فراموش کردیا تم نے۔"

امجد نے اس کی بات سن کر اسے اطمینان سے دیکھا۔

"تمہارے امریکہ سے آنے کے بعد ہماری پہلی ملاقات میں، میں نے یہ واضح کردیا تھا کہ میں اپنی زندگی سے خوش اور مطمئن ہوں۔ یہ انکشاف آج نہیں ہوا تم نے فیصلہ کرنے میں بہت وقت لیا حالانکہ یہ بات تم اول روز سے جانتی تھیں۔"

"میں سمجھتی تھی تم مجھ سے اب بھی محبت کرتے ہو۔ تم نے خود کہا تھا تمہاری بیوی خود میں مگن رہنے والی لڑکی ہے۔ وہ محبت کی گہرائی اور درد سے ناواقف ہے تم اسے تکلیف نہیں دینا چاہتے۔ اسے ہماری محبت کے متعلق بتانے کے لیے وقت مانگ رہے تھے اور میں سمجھتی رہی کہ تم اس دیہاتی لڑکی کی جاہلانہ سوچ کی وجہ سے اسے بتاتے ہوئے ہچکچا رہے ہو۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو اس لیے اسے تکلیف نہیں دینا چاہتے۔" وہ زہر خند لہجے میں بولی۔

"بینش! وہ میری بیوی ہے رفاقت انسیت کو جنم دیتی ہے۔ ساتھ رہنے سے میں اس کا عادی ہوگیا تھا۔ عادت بھی ایسی کہ اس کے بغیر سانس لینے کا تصور بھی محال ہوگیا مگر میں نے اسے صرف عادت سمجھا۔ مجھے اس کے لیے اپنی شدید محبت کا ادراک بھی اس وقت ہوا جب تم واپس آئیں ورنہ ہمارے درمیان ایک بے حد گہری خاموشی تھی۔ ایسی خاموشی جو دل کو بھاتی ہے۔ خوشگوار زندگی سے بھرپور خاموشی۔ ہم دونوں بہت خاموشی سے رفاقت سے محبت تک کے سفر میں ہمرکاب تھے۔ اس خاموشی کو تمہاری آمد نے توڑا۔"

بینش کے لبوں سے ایک آہ خارج ہوئی۔

"یعنی اگر میں نہ آتی تو تم اسی مغالطے میں رہتے کہ تمہاری پہلی اور آخری محبت میں ہوں؟ میری آمد نے مجھے

Scanned with CamScanner

سے یہ اعزاز چھین لیا۔"

اسے اپنی واپسی کا شدید قلق ہوا۔

"بینش! اگر تم میں سننے کا حوصلہ ہے تو سنو۔ مجھے یہ کہتے ہوئے کوئی ندامت نہیں کہ میں تمہیں کب کا بھول چکا تھا۔ تم نے واپس آکر مجھے یاد دلایا کہ تم کبھی میرے ماضی کا حصہ تھیں اور میں نے تمہاری خواہش کی تھی۔ صرف تین سال میں نے تمہارا انتظار کیا پھر غانیہ میری زندگی میں شامل ہوگئی اور اس کے بعد اس نے مجھے ماضی کی یادوں کو گلے سے لگانے کی مہلت ہی نہ دی۔ وہ اپنی معصومیت اور سادگی سمیت میرے ذہن و دل پر قابض ہوگئی۔"

بینش کے دل میں نارسائی کی آگ جلنے لگی۔ وہ امجد سے جلد از جلد دور ہو جانا چاہتی تھی۔

"میں یہاں تم سے تمہارے عشق کی داستان نہیں سننے آئی۔ صرف تعلق ختم کرنے آئی ہوں۔"

وہ چیخ اٹھی تھی۔ اردگرد موجود لوگوں نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

"میں صرف تمہاری غلط فہمی دور کر رہا تھا۔ وہ نرمی سے بولا۔

"تمہارے آنے سے میری زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑا بس اتنا ہوا ہے کہ جو محبت دل کے نہاں خانوں میں سانس لے رہی تھی اس نے پوری شدت سے اپنی موجودگی کا احساس دلا کر مجھے سرشار کر دیا۔ میری روح کو شاداب کر دیا۔ بینش زندگی آگے بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں فطرت کے منافی پیچھے کی جانب سفر نہیں کرنا چاہیے۔ ماضی میں نہیں حال میں زندگی گزارنی چاہیے۔ تمہارے لیے بھی میرا یہی مشورہ ہے اپنی زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔"

"جیسے تم آگے بڑھے ہو کبھی نہ پیچھے پلٹ کر دیکھنے کے لیے۔ کیا تمہیں میرے فیصلہ بدلنے کا ذرا سا بھی دکھ نہیں ہے؟ تم مجھے اپنی زندگی میں روکنے کی کوئی کوشش نہیں کرو گے؟ ہماری محبت کے لیے بھی نہیں؟"

وہ اب بھی آس لگائے بیٹھی تھی۔ امجد نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"بینش! میں نے تمہیں مایوس نہیں کیا تم واپس آئیں مجھے میرے وعدے یاد دلا کر میری زندگی میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور میں نے اپنے قول کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے سکھ چین کو تج کر اپنی جان سے پیاری بیوی کی محبت کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے قول کو نبھانے کی کوشش کی مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں تمہیں روکنا نہیں چاہتا نہ ہی روکوں گا۔ تمہارے لیے واپسی بہتر ہے۔"

بینش کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا۔

"تم سے دستبرداری کا فیصلہ میرا نہیں۔ تمہاری بے اعتنائی اور لاتعلقی نے مجھ سے کروایا ہے۔ میں زندگی بھر نارسائی کی آگ میں جلتی رہوں گی۔ میں نے ممی کے ساتھ امریکہ جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہاں رہی تو محبت میں شکست کا دکھ مجھے مار ڈالے گا۔ تمہارا حصول آسان تھا میرے لیے لیکن جتنی محبت میں تم سے کرتی ہوں اتنی ہی نفرت تمہاری بیوی سے ہے۔ تم نے میرے بار بار کہنے کے باجود اسے طلاق نہیں دی۔ ہماری محبت پر ان چاہے رشتے کو ترجیح دیتے رہے۔ اس کے ساتھ تمہیں دیکھنے سے بہتر تم سے بچھڑ جانا ہے۔ اس لیے میں نے واپسی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ روز مرنے سے بہتر ایک بار کی تکلیف ہے۔"

وہ اپنا پرس اٹھا کر جھٹکے سے کھڑی ہوگئی۔ "بہت محبت کرتی ہوں میں تم سے۔ زندگی میں جب کبھی پلٹ کر دیکھو گے مجھے اپنا منتظر پاؤ گے۔ اپنی سوکالڈ دیہاتی بیوی سے بیزار ہو جاؤ تو مجھے آواز دینا میں آجاؤں گی۔"

امجد نے اسے اجنبی نظروں سے دیکھا۔

"اس کے بعد تم میرے لیے کوئی نہیں۔ میں تمہارے وعدوں کی قید سے آزاد ہوں۔ اپنے قول کو نبھانے کے لیے ہر حد تک گیا۔ تم نے فیصلہ بدلا ہے اور اب میں نے ایک وعدہ خود سے کیا ہے۔ اپنی جان پر کبھی ظلم نہیں کروں گا۔ مجھ میں غانیہ کے آنسو دیکھنے کی سکت نہیں۔ میں اسے جدائی اور دوری کا دکھ کبھی نہیں دوں گا اگر تم نے کبھی پکارا بھی تو تمہیں میری طرف سے کوئی جواب نہیں ملے گا۔"

وہ اپنی جگہ ساکت رہ گئی۔ امجد نے اس پر نظر تک نہ

Scanned with CamScanner

ڈالی۔ آنکھوں پر گہرے چشمے لگانے کے بعد ٹیبل پر سے اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھا کر ریسٹورنٹ کے بیرونی دروازے کی سمت بڑھ گیا۔

وہ اس کے پلٹ کر دیکھنے کی منتظر پتھرائی آنکھوں سے اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی۔ جلد بازی میں اس نے اپنا نقصان کرلیا تھا۔ تین ماہ سے زیادہ عرصہ ہوگیا تھا کہ وہ کراچی میں تھا...... بینش کو یقین تھا وہ دستبرداری کی بات کرے گی اور امجد اسے منت کر کے روکے گا لیکن اس کا خیال باطل ثابت ہوا۔

محبت کا دریا اگر اپنا رخ موڑ لے تو اس کا پلٹنا آسان نہیں ہوتا۔ اسے بنجر کر کے جاتا ہوا امجد اسے بھول گیا تھا۔ اس کا امریکہ جا کر ماڈلنگ کرنے کا فیصلہ غلط تھا۔ اس کا واپس آنے کا فیصلہ غلط تھا۔ امجد کی زندگی میں آنے کا فیصلہ غلط تھا۔ اور اس کی زندگی سے جانے کا فیصلہ بھی غلط تھا۔ وہ اسے کھو چکی تھی۔ اس نے اپنی سانس سینے میں اٹکتی محسوس کی۔ یہ عمر بھر کا خسارہ تھا۔ اس نے اپنی جلد بازی میں محبت کو ہی نہیں ایک انمول شخص کو گنوا دیا تھا۔ اسے اس خسارے کا ماتم عمر بھر کرنا تھا۔ اس نے چند ساعت اپنے دل میں پھیلتے اندھیروں کو محسوس کیا۔ پھر بوجھل دل کے ساتھ باہر کی راہ لی۔ امجد کی زندگی میں اس کی کوئی جگہ نہ تھی اور اس کی زندگی میں امجد کے علاوہ کسی کی جگہ نہ تھی۔

☆❁......❁......❁☆

وہ آ گیا تھا۔ غانیہ کے لیے اس کی آمد ہزار دسوسے ساتھ لے کر آئی تھی۔ اس نے ملازمہ کے اطلاع دینے پر یہ نہیں پوچھا کہ وہ تنہا ہے یا اس کے ساتھ بینش بھی ہے؟

وہ اس ڈر سے کہ پیش نظر کہ بینش بھی اس کے ساتھ ہوگی کمرے سے نہیں نکلی مگر کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے بھی کب تک بیٹھتی اس کی ساس نے بلاوا بھیجا تو اسے بھی چار و ناچار کمرے سے نکلنا پڑا۔

"امجد بھائی کھانا کھا کر آئے ہیں۔ بڑی اماں نے چائے لانے کے لیے کہا ہے۔"

وہ کچن میں آئی تو افشین نے اطلاع دی۔ اس نے خاموشی سے ملازمہ کو ہٹا کر خود اس کے لیے چائے کا پانی چولہے پر رکھا۔

"امجد بھائی آ گئے ہیں تو بھی منہ پر بارہ بج رہے ہیں۔ کچھ اپنا حلیہ ہی درست کرلیتیں سیاہ لباس میں پرانی حویلی کی چڑیل لگ رہی ہو۔ خالی کلائیاں، کھلے بے ترتیب بال، سرخ آنکھیں۔ غانیہ وہ تمہیں دیکھ کر مایوس ہی نہیں بیزار بھی ہوں گے۔ اس طرح تو وہ یہی سوچیں گے کہ تمہیں ان کے آنے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ کچھ ہار سنگھار کرو تاکہ امجد بھائی کو بھی اپنی اہمیت کا اندازہ ہو۔"

افشین عابد کی بیوی اور اس کی بہترین سہیلی اس کی رازدار اور غم گسار تھی۔ اس کے دوستانہ مشورے پر اس کا دل درد بھری آہ بھر کر رہ گیا۔ لبوں پر استہزائیہ تبسم آ ٹھہرا۔

"ہاں تاکہ وہ دل ہی دل میں مجھ پر ہنسے کہ میرے دل میں اور زندگی میں اپنی حیثیت اور مقام کے تعین کے بعد بھی مجھے قابو کرنے کے گر آزما رہی ہے۔ جب مجھے اپنی ہار کا یقین ہوگیا ہے تو جیتنے والوں کی طرح کیوں کر مسکراؤں مجھے اپنا تماشہ نہیں بنانا۔"

وہ کیبنٹ سے چینی کا جار نکالتے ہوئے تلخ ہوئی تھی۔

"کچھ بھی ہو امجد بھائی شوہر ہیں تمہارے۔ مجھے دیکھو میں بھی تو یہ سب جھیل رہی ہوں۔ مسکرا بھی رہی ہوں اور بج سنور بھی رہی ہوں۔ میں جانتی ہوں عابد مجھ سے بھی محبت کرتا ہے اور نشاط آپا سے شادی کے بعد بھی اس کا رویہ نہیں بدلے گا۔ وہ کہتا ہے کہ میرا اور نشاط آپا کا مقام اس کے دل میں اور زندگی میں برابر ہوگا۔ میں اسے اتنے سے عرصے میں جان گئی ہوں کہ وہ اپنی محبت میں سچا اور قول کا کھرا ہے۔ تو کیا تمہیں امجد بھائی کے ساتھ رہ کر اندازہ نہیں کہ وہ تمہیں کتنا چاہتے ہیں؟ ان کی زندگی میں تمہاری کیا حیثیت ہے؟"

"وہ مجھ سے محبت نہیں کرتے یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

اس نے کھولتی چائے پر نظر جما کر کہا۔

"انہیں نہ سہی تمہیں تو ہے ناں محبت۔ محبت کا دل بہت

وسیع ہوتا ہے محبوب کے لیے ہی نہیں اس سے وابستہ رشتوں کے لیے بھی گنجائش نکال لیتا ہے۔ مجھے دیکھو عابد سے محبت کرنے لگی ہوں اور اس کے فیصلے کو قبول ہی نہیں کیا بلکہ ابھی سے نشاط آپا کو بھی اپنا سمجھنے لگی ہوں۔"

غانیہ نے آشین کو رشک سے دیکھا۔

آشین کے حوصلے کی اس کے دل نے داد دی تھی۔ وہ لب بستہ چائے کپ میں انڈیلنے لگی البتہ دل دہائیاں دے رہا تھا۔

"میری سکھی! تم نئی نویلی دلہن ہو۔ تمہیں سجنا سنورنا زیب دیتا ہے پھر عابد بھی تمہارے آگے پیچھے کسی پروانے کی طرح دیوانہ وار گھومتا ہے۔ اس کی محبت کا مان تمہارے چہرے پر مسکراہٹ بن کر جگمگاتا ہے۔ میں تو شادی کے ابتدائی دنوں میں بھی اس مسکراہٹ سے انجان تھی۔ رشتے کو فرض سمجھ کر ایمانداری سے نبھانے والے نے کبھی محبت کا یقین سونپا نہ اظہار کا کوئی لمحہ دان کیا۔ میں نے تو خود ہی اس کی محبت میں گرفتار ہو کر ایسی سدھ بدھ کھوئی کہ کبھی خیال ہی نہ آیا کہ وہ بھی بے ایمانی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ وہ مجھے پسند تک نہیں کرتا تو کیوں میں اسے لبھانے کے جتن کروں؟"

وہ سست رفتاری سے مگر ہمیشہ کی طرح باوقار چال چلتی اسے سراسر نظر انداز کر رہی تھی۔ سلام کے بعد اس نے چائے کا کپ میز پر اس کے سامنے رکھا اور خود ایک صوفے پر تکلف سے ٹک گئی۔ امجد نے احوال پوچھا اس نے مبہم سا "ٹھیک ہوں" کہنے پر اکتفا کیا۔

اس کے دل کی حالت سے آگاہ وہ اسے دیکھ کر دنگ تھا۔ پژمردہ چہرہ، اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں سیاہ پلکوں سے مزین ضبط گریہ کی گواہ آنکھیں۔ لب باہم پیوست جیسے مسکراہٹ تو کیا شکوے گلے بھی بھول گئے ہوں۔ اسے تاسف نے آگھیرا وہ خود اس کے شکوے گلوں سے احساس جرم کا شکار ہو جاتا تھا لہٰذا اسے ہمیشہ ٹوک دیا کرتا تھا آج اپنا رویہ یاد کر کے اسے خود بھی تکلیف محسوس ہوئی۔

وہ خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ امجد سب سے باتوں میں مشغول تھا۔

"بینش نے گاؤں کی عید کہاں دیکھی ہوگی اسے بھی ساتھ لے آتے۔"

پھر وہ ہی موضوع دل کے کسی کونے میں مکمل اداسی کا راج تھا۔ وہ سر جھکا کر اپنے ناخنوں کو کھرچنے لگی۔

"اسے گاؤں کی زندگی پسند نہیں کیا عید اور کیا شب برات۔" امجد ہنسا تھا۔ غانیہ کا سر مزید جھک گیا۔

(یہی وجہ ہے کہ تمہارا دل اب گاؤں میں نہیں شہر میں لگتا ہے) اس نے خود سے سرگوشی کی اب وہ اپنی باتیں اپنے آپ سے کرنا سیکھ گئی تھی۔

"بھائی! تو کیا اب آپ گاؤں سے بالکل ہی کنارہ کر لو گے۔ بھابی اور حدید سے مہینوں نہیں ملا کرو گے؟ یہ تو سراسر ظلم ہے۔"

عابد نے تلخ و تند لہجے میں اس سے باز پرس شروع کر دی۔ غانیہ کو اپنی بے وقعتی پر رونا آنے لگا۔ پہلے ہی سب اس کے حال پر ترس کھانے لگے تھے اسے آنسو بہا کر ہمدردیاں بٹورنے کا الزام اپنے سر نہیں لینا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر جانے لگی۔

"تم کہاں جا رہی ہو؟ بیٹھو۔"

ثریا بھابی نے کڑے تیوروں کے ساتھ کہا۔

"وہ حدید جاگ گیا ہوگا۔" وہ آواز کی نمی پر قابو پاتے ہوئے بولی اور بغیر رکے چلی گئی۔

سب نے امجد کو دیکھا۔ گویا وہ ہی مجرم تھا اس کے آنسوؤں کا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ لوگ مجھے؟" اس نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"اس کی حالت دیکھو۔ تھوڑا سا بھی رحم نہیں آتا تمہیں اس پر؟ ایسے مہینوں بعد حویلی آیا کرو گے اب؟ تم بھی اس حویلی کے باقی مردوں کی طرح بے حس اور سنگدل نکلے۔" ثریا تلخ ہو گئی۔

"آپا! میرا شمار کم از کم ان سب میں نہیں ہوتا میں بہت حساس ہوں۔" عابد نے جلدی سے اپنا دفاع کیا۔ ثریا نے اسے گھور کر دیکھا۔

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

"تم چپ رہو میں اس سے پوچھ رہی ہوں جس نے آنکھیں ہی بدل لی ہیں۔ کوئی بہت ہی انوکھی ہے بینش۔ تم تو دوسری شادی کر کے پہلی بیوی کو بالکل ہی بھول جاؤ گے۔"

ثریا آپا سدا سے غانیہ کی ہمدرد تھیں۔ امجد کو فوراً آڑے ہاتھوں لیا۔

"امجد! ٹھیک کہتی ہے ثریا۔ دوسری شادی کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ پہلی بیوی کو سرے سے چھوڑ دیا جائے۔ تم نے خود ہی اسے اہمیت دے کر حساس بنایا اب اس سے بالکل ہی غافل ہو گئے ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ وہ لڑکی جل جل کر ختم کر لے گی خود کو۔"

"اماں جان! آپ سب نے میرے خلاف اتحاد کر لیا ہے۔ ویسے وہ لڑکی آپ کو کچھ زیادہ پسند نہیں تھی۔ حیرت ہے اچانک آپ اس سے ہمدردی کرنے لگی ہیں۔"

وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"غانیہ ناپسند کبھی نہیں تھی۔ تمہارا اس کی بے جا حمایت کرنا ناپسند تھا مگر اب تمہاری اس کی طرف سے برتی جانے والی غفلت بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ اپنی پسند کی عورت کو وقت ضرور دو لیکن اسے بھی مت بھولو وہ بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ سچ پوچھو تو اس کی چپ تکلیف دیتی ہے مجھے۔"

انہوں نے صاف گوئی سے وضاحت کی۔ امجد نے سر ہلایا۔

"آپ کی بہو کے آنسوؤں کی طاقت نے آپ کا دل پگھلا دیا میں تو پہلے ہی اس کے معاملے میں موم ہوں۔ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا لیکن بینش سے کیے وعدے سے بھی نہیں پھر سکتا تھا۔ اس لیے مجبوراً اس سے دور ہونا پڑا مگر اب سب ٹھیک ہے بینش میری زندگی سے جا چکی ہے۔ وہ بھی میری زندگی میں غانیہ کی حیثیت اور اہمیت سے واقف ہو گئی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ میں غانیہ کو چھوڑ دوں ظاہر ہے ایسا ممکن نہیں میرے منع کرنے پر اس نے شادی کا خیال دل سے نکال دیا۔ وہ اپنی والدہ کے ساتھ واپس امریکہ جا رہی ہے۔"

اس نے سب کی غلط فہمی دور کر دی۔ وہ سب اسے حیرت سے دیکھنے لگے۔

"امجد! وہ لڑکی تو خود تجھ سے شادی کرنا چاہتی تھی پھر اچانک کیا ہوا؟" بڑی اماں نے الجھ کر پوچھا۔

"اچانک کچھ نہیں ہوا اماں! میں اسے بتا چکا تھا کہ اپنی زندگی سے خوش اور مطمئن ہوں مگر پھر بھی وہ شادی کرنے کے لیے بہ ضد تھی۔ بس اسے یہ حقیقت تسلیم کرنے میں وقت لگا کہ میری زندگی میں کسی بھی دوسری عورت کے لیے گنجائش نہیں۔ میں غانیہ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ نہ ہی کسی اور کے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں۔"

وہ سابقہ سنجیدہ انداز میں گویا ہوا۔ اس کی ماں نور جہاں بیگم نے پہلو بدلا۔

"اب ایسی بھی کیا زن مریدی دوسری تیسری شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور غانیہ کون ہوتی ہے منع کرنے والی۔ اس بینش نے انکار کر دیا تو کیا ہوا۔ میں اپنے شہزادے کے لیے کوئی اور لڑکی ڈھونڈ لوں گی۔ میرے تایا زاد انجم کی بیٹی ہے صنوبر بہت ہی پیاری بچی ہے۔ اس سے بات چلاؤں گی میں۔"

امجد نے سر پکڑ لیا باقی سب کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ عود کر آئی۔

"اماں جان! پلیز کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے دوسری تیسری شادی کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔"

وہ زچ آ کر بولا۔

"کیوں بھئی ہرج ہی کیا ہے؟ عابد بھی تو دوسری شادی کر رہا ہے۔"

چھوٹی بڑی اماں تسبیح پڑھنے میں مصروف تھیں۔ آخری دانہ گرا کر عقیدت سے تسبیح کو چوم کر بولیں۔

"عابد کی کیا بات ہے مجھے بس معاف ہی رکھیں آپ لوگ۔"

اس نے وہاں سے اٹھنے میں ہی عافیت جانی۔

"وہ کیا کہتے ہیں بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر کبھی تو چھری کے نیچے آئے گی۔ آپ بھی دوسری شادی کرنے پر مجبور ہو ہی جائیں گے۔ آخر خربوزہ، خربوزے کو

Scanned with CamScanner

دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔"

عابد نے شرارت سے کہا۔ وہ ہنسا تھا۔

"نہیں میں نہ رنگ بدلنے والوں میں سے ہوں نہ ڈھنگ۔ تم جانتے ہو میں ایک ہی رنگ میں زندگی گزارنا چاہتا ہوں سیدھی اور پرسکون۔"

"جو تمہاری مرضی مگر دیکھ لو اس کے بعد تمہاری بیوی اور سر پر آنکھیں رکھ لے گی۔ پہلے ہی دماغ آسمان پر رہتا ہے۔ اس طرح اسے یہی لگے گا کہ وہ کوئی خاص تخلوق ہے خاندان کی دوسری عورتوں سے الگ۔ تم جب بھی دوسری شادی کا نام لوگے وہ تمہیں روکنے کے لیے ایسے ہی حربے استعمال کرے گی۔ رونا دھونا، ناراضی منہ پھلا کر گھومنا۔ اسے پتا چل گیا ہے تم ان باتوں سے ہی دوسری شادی کا خیال دل سے نکال دو گے۔"

وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ انہیں وہ کیا کہتا کہ وہ نہیں جانتی تھی کہ امجد پر اس کے آنسو اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس کی ناراضی امجد کا سکون غارت کر دیتی ہے۔ اس کے رونے دھونے سے زندگی کے سارے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں مگر امجد جانتا تھا کہ اس بے خبر کے سارے حربے اسے لبھاتے ہیں۔ اس کے نخرے اس کی ناراضی کچھ بھی امجد کو بیزار نہیں کرتا تھا۔

"اماں جان! رہنے دیں وہ سب سمجھتا ہے۔ اسے دوسری شادی کرنی ہوگی تو غانیہ کیا کر سکتی ہے۔

ان باتوں کو پھر کبھی کے لیے اٹھا رکھیں۔ ابھی بہت رات ہو گئی ہے۔ صبح بہت کام ہیں ڈھیروں شادی کے بکھیڑے ہیں۔"

ثریا کے احساس دلانے پر محفل برخاست ہو گئی۔

ان سب نے اپنے کمروں کا رخ کیا۔

"امجد!" اماں جان نے اسے رکنے کا اشارہ کیا۔ وہ واپس صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"کراچی مستقل شفٹ ہونے کی بات اب تو نہیں کرے گا ناں۔ بینش نے شادی سے انکار کر دیا ہے غانیہ اور حدید کو لے کر نہیں جائے گا؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"نہیں مستقل نہیں رہوں گا وہاں مگر گھر بنا لیا ہے۔ کبھی کبھی تو غانیہ کو لے جانے کی اجازت دے دیں اپنے پوتے کو بے شک اپنے پاس رکھ لیجیے گا۔"

اس نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرا دیں۔

"اس شادی میں بس یہی بات بری لگ رہی تھی مجھے کہ میرا بیٹا مجھ سے دور ہو جائے گا۔ غانیہ کو بھی تلقین کرتی رہی کہ تمہیں بلائے۔"

وہ مطمئن ہو گئیں۔ امجد مسکراتے ہوئے اماں سے اجازت لے کر ان کے کمرے سے باہر آ گیا۔

"امجد! اب اگر فیصلہ کر لیا ہے بینش کو چھوڑنے کا تو قائم رہنا۔ دوبارہ اس کی طرف ملتفت مت ہو جانا۔"

وہ سیڑھیوں کی طرف جانے لگا تو عقب سے فردوس آپا کی آواز آئی۔ اس نے گہری سانس لیتے ہوئے اوپر کی طرف دیکھا غانیہ اسے دیکھ کر تیسرے اسٹیپ پر قدم رکھتی رک گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں حدید کی خالی فیڈر تھی۔ اس کے چہرے پر الجھن اور بے یقینی کے رنگ کندہ تھے۔ یقیناً وہ آپا کی بات سن چکی تھی..... وہ سلگتی نظروں سے غانیہ کو دیکھتا رہا۔

"آپا! آپ کا بھائی پہلے کبھی اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹا ہے جو اب ہٹے گا؟ ہائے واوے میں نے نہیں بینش نے مجھے چھوڑا ہے۔ کیونکہ میری مردانہ انا بھی مجروح ہوئی ہے لہذا واپسی کا امکان نہیں ہے۔"

پلٹے بغیر اس نے قدرے بلند آواز میں ثریا آپا کے بجائے کسی اور کو باور کرایا تھا۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر اس کے برابر سے گزرتی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی گئی۔

فردوس آپا نے امجد کو گھور کر دیکھا۔

"تمہیں خود بھی سیدھی اور پرسکون زندگی نہیں پسند۔ کیا ضرورت تھی یہ سب کہنے کی وہ تو یہی سمجھے گی کہ تم بادل نخواستہ لوٹے ہو۔"

"سمجھنے دیں۔" وہ مسکرایا تھا۔

"بہت ناراض ہے وہ۔"

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

"جانتا ہوں۔ بس تھوڑا سا تنگ کر رہا تھا۔"

"پہلے ہی بہت پریشان کر چکے ہو اس معصوم کو چلو جا کر منالو۔"

فردوس آپا مسکراتی ہوئی چلی گئیں۔

اس نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا پھر نفی میں سر ہلایا۔

"لگتا ہے آج بھی کسی کونے میں منہ چھپا کر رونے دھونے کا ارادہ ہے محترمہ کا۔"

وہ اس کے تیور دیکھ کر مایوس ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا غانیہ کو سمجھانا اور اپنی محبت کا یقین دلانا دونوں کام مشکل ہیں۔

"وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن اس وقت کے گزرنے کا انتظار کیسے کیا جائے؟"

اس نے بالوں میں انگلیاں پھنسائیں۔ (میں بینش سے شادی نہیں کر رہا اس بات کا علم ہوتے ہی اسے ناراضی ختم کر دینی چاہیے تھی لیکن نہیں اس کی انا کا قد میری محبت کی عمر سے دراز ہے۔)

امجد نے جھنجھلا کر سوچا سفر کی تھکن اس کی سوچوں پر غالب آنے لگی تھی۔ آج بہت عرصے بعد ایک کنارے لگ کر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ بینش کے واپس آجانے سے اس کی زندگی سے سکون اور مسکراہٹ دونوں رخصت ہو گئے تھے۔ (اگر وہ شادی کی خواہش سے دستبردار نہ ہوتی تو؟) امجد نے سر جھٹکا۔ وہ اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔

☆❁.....❁.....❁☆

"تو تم ٹھوکر کھا کر پلٹے ہو؟ بینش کا ارادہ نہ بدلتا تو کبھی نہ پلٹتے مگر کیا فرق پڑتا ہے بینش سے شادی نہیں کی مجھ سے محبت تو نہیں کرتے بلکہ مجھے پسند ہی نہیں کرتے۔ آج یا کل کسی اور سے شادی کر لو گے۔ میں ہمیشہ ناپسندیدہ ہی رہوں گی۔"

وہ نڈھال ہو کر کچن میں ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ دل کی حالت ابتر تھی۔ سانسیں بوجھل۔

"میں جشن چراغاں کروں یا صف ماتم بچھاؤں اس کی زندگی سے اس کی محبت چلی گئی مگر وہ اس محبت سے خود بہ رضا و رغبت دستبردار نہیں ہوا۔ بینش نے اسے چھوڑا ہے۔ وائے حیرت کیا کوئی چودھری امجد کو بھی چھوڑ سکتا ہے؟ وہ بھی اس صورت میں کہ خود چودھری امجد محبت کا دعویدار ہو۔ اس محبت کے لیے بیوی بچے کو فراموش کر دے۔ کیا ایسی محبت کو بھی چھوڑنا ممکن ہے؟"

اس نے بے دردی سے لب کچلے۔ ذہن ایک ہی نکتے پر مرتکز تھا۔

"کچھ بھی ہو اس نے میرے لیے بینش کو نہیں چھوڑا میرے دل کا درد کم نہیں ہوتا۔ میں ناپسندیدہ تھی اور رہوں گی۔"

پلکوں سے آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے۔ وہ بے آواز رونے لگی تھی۔

وہ خود اذیتی کی انتہا پر اپنے آپ کو تکلیف دے رہی تھی۔ اور دوبارہ کسی خوش گمانی میں مبتلا ہونے سے ڈرتی تھی۔ کسی غلط فہمی کا شکار ہونے سے پہلے خود کو حقیقت کا آئینہ دکھا رہی تھی۔

"تم نے سن تو لیا ہوگا کہ میں بینش سے شادی نہیں کر رہا۔"

وہ اس کے قدموں کی آہٹ سن چکی تھی۔ ہمیشہ دل اس آہٹ کا منتظر رہتا تھا ساعتیں بعد میں دل پہلے سنتا تھا اس کے قدموں کی چاپ۔

وہ اس کے سامنے کرسی پر براجمان ہو گیا۔ اس کے الفاظ سن کر بھی وہ بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔

"تم خوش نہیں ہو؟" امجد نے اس کے بھیگے بھیگے چہرے کو غور سے دیکھا۔

جواب نا میں تھا لیکن غانیہ کچھ بھی کہے بغیر کرسی پر سے اٹھ گئی۔

"غانیہ! کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔"

وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی راہ میں حائل ہوا۔

"مجھے کچھ نہیں کہنا۔"

وہ رندھی ہوئی آواز میں کہہ کر جانے لگی۔

"مگر مجھے کہنا ہے۔"

امجد نے اس کی کلائی نرمی سے تھامی۔

pklibrary.pk

Scanned with CamScanner

اس نے اسی نرمی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ امجد نے دوبارہ ہاتھ پکڑا اور باہر کی طرف چلنے لگا۔

"امجد کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ کہاں لے جا رہے ہیں مجھے؟ میں حدید کے پاس بشریٰ (ملازمہ) کو چھوڑ کر آئی ہوں وہ جاگ گیا تو مجھے نہ پا کر رونے لگے گا۔"

وہ حواس باختہ ہو کر گویا ہوئی۔

"جہاں بھی لے کر جاؤں تمہیں میرے ساتھ جانا پڑے گا اور حدید کی فکر مت کرو۔ وہ اپنی ماں پر گیا ہے بہت پکی نیند ہے اس کی۔"

وہ اسے وسیع و عریض حویلی کی چار دیواری سے باہر لے آیا تھا۔ دروازوں پر تعینات اسلحہ بردار محافظوں کی مجال ہی کیا تھی جو نظر اٹھا کر دیکھتے پھر بھی غانیہ کو عجیب لگا چادر کے بغیر وہ ملازموں کے سامنے نہیں آتی تھی۔ عام سے کاٹن کے سیاہ لباس میں کھلے بال اور کندھوں پر بے ترتیب پڑے دوپٹے میں اسے باہر لانے والے پر شدید غصہ آیا تھا۔ حویلی کے احاطے میں کھلے ہوئے کتوں کی موجودگی اور ان کے بھونکنے کی آوازیں غانیہ کو ضرور خوف میں مبتلا کرتیں اگر امجد ساتھ نہ ہوتا۔ روش پر لگے بلند درختوں کے بعد بیرونی دروازہ عبور کرتے ہی رات کی پراسراریت پہلے سے زیادہ محسوس ہونے لگی۔

آسمان پر کتنے ہی ستارے روشن تھے نامکمل چاند پوری تابناکی سے چمک رہا تھا۔ فضا میں رچی مٹی اور درختوں کی مخصوص خوشبو بتا رہی تھی کچھ دیر پہلے آسمان پر سے کوئی آوارہ بادل کا ٹکڑا برستا ہوا گزرا ہے۔ یہ خوشبو اس کی پسندیدہ ترین خوشبو تھی۔ دنیا کے مہنگے ترین پرفیومز سے زیادہ مسحور کن اور سرشار کر دینے والی مہک۔ غانیہ نے مسحور ہو کر گہرا سانس لیا۔ اندر تک تازگی اتر گئی۔

"آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟"

وہ برہمی سے بولی۔

"تاکہ موسم کی خوب صورتی تمہارے مزاج پر اثر انداز ہو کر میرے لیے آسانی کر دے۔ آفٹر آل یہ ستاروں سے بھرا آسمان اور ادھورا چاند ہم دونوں کو دیوانہ کرنے کے لیے بہت ہے۔"

غانیہ نے اسے تعجب سے دیکھا۔ چہرے پر کرب کی جگہ اعتماد نے لے لی تھی۔ آنسو تھم گئے تھے شاید کھلے آسمان پر روشن چاند اور رات کی پراسراریت نے اس پر واقعی اثر کیا تھا لیکن جب بولنے کے لیے لب وا کیے تو لہجے میں کوئی لچک نہ تھی۔

"امجد! پلیز مجھ پر رحم کریں۔ میں نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔ ذہنی طور پر آپ کی دوسری شادی کو قبول کر لیا تھا۔ یہ بھی مان لیا تھا کہ آپ اب کبھی پلٹ کر نہیں آئیں گے۔ اب واپس آ کر آپ مشکل کھڑی مت کریں۔ آپ کبھی تو دوسری شادی کریں گے لہٰذا مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ مجھ سے بار بار ایک ہی اذیت نہیں جھیلی جائے گی۔ آپ مجھے پسند نہیں کرتے میں نے اس حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ مجھے آپ کی دوسری شادی کا کوئی دکھ نہیں ہوگا بلکہ مجھے اپنے سابقہ بچکانہ رویے پر شرمندگی ہے۔ مجھے نہیں پتا کیا سبب ہے لیکن آپ کی بینش سے شادی نہ ہونے پر تعجب سے زیادہ افسوس ہو رہا ہے۔ آخر وہ آپ کی محبت تھی۔ آپ کوئی بینش جیسی لڑکی ڈھونڈ کر اس سے شادی کر لیں۔ خود پر جبر مت کریں بینش نہ سہی بینش جیسی سہی۔"

وہ متوازن لب و لہجے میں اعتماد سے گویا ہوئی تھی۔

"میری دوسری شادی نہ ہونے کا بہت افسوس ہے تمہیں۔ ایسا کرو میرے لیے کوئی لڑکی خود ہی ڈھونڈ لو۔"

امجد نے بگڑ کر کہا۔

غانیہ کو سمجھ نہیں آیا اسے کیا بات ناگوار گزری ہے۔ پھر بے ساختہ ایک تلخ مسکراہٹ اس کے لبوں پر آ کر ٹھہر گئی۔

"میں ضرور ڈھونڈ لیتی مگر جب میں ہی آپ کو پسند نہیں تو میری پسند کی ہوئی لڑکی کہاں پسند آئے گی۔ یہ کام آپ بڑی اماں سے کہیں وہ یہ خوبی آپ کی پسند سے واقف ہیں۔"

امجد نے اسے گھور کر دیکھا۔

"بہت باتیں بنانی آ گئی ہیں۔ طنز کے تیر چلا رہی ہو۔ نکھر گیا ہوں۔ بینش نے چھوڑ دیا تو میری قدر و قیمت میں کمی ہو گئی۔ تمہیں رد کی ہوئی کوئی چیز نہیں چاہیے تھی..... اس

Scanned with CamScanner

لیے کفران نعمت کر رہی ہو؟ ٹھکرا رہی ہو؟ اگر میں نے بینش کو چھوڑا ہوتا تو بھی یہی رویہ ہوتا تمہارا؟ اگر میں کہتا کہ تمہاری خاطر اپنی محبت کو چھوڑ کر آیا ہوں تو بھی سر آنکھوں پر نہ بٹھاتیں؟ غانیہ! کیا میری اتنی ہی اہمیت تھی تمہاری نظر میں اتنی آرام سے دستبردار ہو گئیں مجھ سے؟ بینش سے شادی کرنے کا عندیہ ظاہر کیا تھا سر تو نہیں گیا تھا جو میرے پلٹنے کی امید تک چھوڑ دی؟ اس طرح خود کو اجاڑ لیا جیسے مجھے سراہوا قبول کر چکی ہو۔"

اور آخری بات پر غانیہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزا۔ اس نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"آپ غلط سمجھے ہیں۔"

"کیا غلط سمجھ رہا ہوں؟ بارہا کہا کہ وہ ماضی کی محبت تھی۔ میں نے کہا "تھی" مگر تم نے وہ ہی سمجھا جو تم سمجھنا چاہتی تھیں۔ میں نے کہا کہ اپنا قول نبھا رہا ہوں اس سے شادی کا وعدہ کیا تھا میں اپنی زبان سے نہیں مکر سکتا لیکن تم اس بات کو بینش کی جانب میرا التفات سمجھ کر مجھ سے بدگمان ہی رہیں۔ یار! اتنے سالوں میں تمہیں کبھی محسوس نہیں ہوا کہ میں تم سے کتنی بے تحاشا محبت کرتا ہوں؟"

اس نے غانیہ کے چہرے پر اپنے لفظوں سے پھیلتی روشنی کو بہت لگاوٹ سے دیکھا۔ ساری تھکن اور کبیدگی دور ہو گئی۔ وہ سر جھکا گئی۔

"غانیہ! مجھے بینش نے چھوڑا ہے مگر صرف اس لیے کہ۔"

"کہ آپ مجھے نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔ آپ نے مجھے چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لیے وہ آپ کی زندگی سے چلی گئی۔"

"اف۔" امجد نے حیرت سے غانیہ کو دیکھا۔

"تمہیں کیسے پتا؟"

"اس دن جب میں اس سے معافی مانگنے گئی تھی تو آپ دونوں کی باتیں سنی تھیں وہ یہی تقاضہ کر رہی تھی۔"

غانیہ نے بلا جھجک بتا دیا۔

"اور اگر نہ سنی ہوتی تو بدگمان ہی رہتیں۔"

امجد نے شکوہ کیا۔

"مجھے آپ کی پہلی محبت اور دوسری شادی پر اتنا اعتراض نہیں تھا دکھ اس بات کا ہے امجد کہ میں آپ پر مسلط کی گئی۔ آپ ماضی کی محبت کو سینے سے لگا کر ایک ناپسندیدہ ہستی کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو میری طرف سے کبھی اپنی پسندیدہ ہمسفر چننے پر رکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ میں سمجھ گئی ہوں کہ ہر انسان کو اپنی مرضی سے اپنی پسند کے مطابق زندگی گزارنے کا حق ہے۔"

امجد نے اسے گھور کر دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پکی سڑک سے ہٹ کر درختوں کے جھنڈ کی طرف چلنے لگا۔ گہرے اندھیرے میں چاند کی روشنی سے زیادہ امجد کی موجودگی اس کے لیے باعث تقویت تھی۔

"پھر وہ ہی بات کر رہی ہو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بینش سے محبت نہیں تھی لیکن اس محبت میں شدت اور دیوانگی مفقود تھی۔ وہ امریکہ چلی گئی تو میں اس کے پیچھے نہیں گیا حالانکہ جا سکتا تھا۔ مجھ پر کون سا پابندی تھی۔ تم سے شادی کی تو پھر وہ کبھی یاد بھی نہیں آئی۔ تم نے کبھی مجھے مہلت ہی نہ دی اسے سوچنے کی۔"

غانیہ نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

"کیوں تمہیں لگتا ہے کہ کبھی میں نے ماضی کی محبت کا سوگ منایا ہو؟ کیا ہماری رفاقت میں کسی تیسرے کا کبھی گزر بھی ہوا؟" اس نے سوال کیا تھا۔

غانیہ نے اسے رک کر توجہ سے دیکھا۔ وہ اس کی جانچتی نظروں سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"مرد کبھی اپنی پہلی محبت نہیں بھولتا۔"

اس نے سلگ کر کہا۔ امجد کا قہقہہ بے ساختہ اور بھرپور تھا۔ غانیہ نے گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ رات کے اس پہر اس طرح قہقہے لگائیں گے اور میں نے کوئی لطیفہ نہیں سنایا وہ کہا ہے جو سچ ہے۔"

اس نے درخت کے تنے سے کمر لگاتے ہوئے برہمی سے امجد کو دیکھا۔

"غانیہ! سچ تو یہ ہے کہ مرد کا حافظہ بہت کمزور ہوتا

pklibrary.com

Scanned with CamScanner

ہے۔اسے محبت یاد رہتی ہے مگر نامحرم کی محبت وقت کے ساتھ دھندلی پڑ جاتی ہے۔اگر کسی اور کی محبت منہ زور ہو تو پہلی پر دوسری کا رنگ غالب آجاتا ہے لیکن محرم رشتے میں نہ محبت دھندلاتی ہے نہ ہی اس پر کسی نامحرم کی محبت کا رنگ غالب آتا ہے اور اگر ایسا ہو جائے تو سمجھ لو کہ محبت کا دعویدار محبت سے نابلد ہے۔میں جب بینش کو پسند کر کے ایک بے نام تعلق کو خلوص کے ساتھ نکاح کے بندھن کا نام دینا چاہتا تھا تو پھر تم سے بندھ کر کیونکر مخلص نہ رہتا۔نکاح کی گرہ کوئی معمولی گرہ نہیں ہوتی یہ بندھن دلوں کو باندھ دیتا ہے۔میں نہیں جانتا میں کس لمحے تمہاری محبت میں گرفتار ہوا کیونکہ یہ معاملہ اب ازلوں کا لگتا ہے لیکن مجھے پتا ہے کہ تم کس لمحے میری محبت میں مبتلا ہوئیں۔بس یہی محبت ہے محبوب کے دل کی خبر ہے جانچی نہیں۔“

عانیہ نے اسے ناراضی سے دیکھا۔

”مجھے بس یہ پتا ہے کہ میں آپ کو سرخ لباس میں اچھی نہیں لگتی۔آپ مجھے کم فہم اور زود رنج سمجھتے ہیں آپ نے بینش سے کہا کہ میں خود میں مگن ایک خود پرست لڑکی ہوں اور پتا نہیں کیا کچھ کہا تھا۔سب سے بڑی بات آپ نے مجھ سے شادی بھائی کی دھمکی کی وجہ سے کی تھی۔“

اس کے پاس شکووں کی طویل فہرست تھی۔وہ سن کر ہنستا چلا گیا۔

”میرا وضاحتیں اور صفائیاں دینے کا قطعی ارادہ نہیں ہے۔صرف اتنا جان لو عانیہ! کہ تم سے شادی کر کے چودھری امجد مکمل ہوا ہے۔بینش فقط میرا ماضی تھی۔اب ایک نام ہے اور کچھ نہیں۔ایک ایسا نام جس کی میری زندگی میں کوئی اہمیت نہیں اگر کسی کی اہمیت ہے تو وہ میرے اکلوتے بیٹے کی ماں ہے۔“

وہ شرارت سے مسکرایا تھا۔

”ہاں اور اسے اتنے ماہ سے نظر انداز کر رہے تھے۔اتنی ہی اہم ہے بیٹے کی ماں جسے مہینوں نہ دیکھا جائے ہے کوئی جواب اس بے اعتنائی کا؟“ وہ سلگ کر بولی۔

”بینش مجھے تم سے دور کر کے اپنی محبت کو آزما رہی

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں
ماہنامہ
نئے افق
ہم ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے
ایک سال کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)
پاکستان کے ہر کونے میں 600 روپے
امریکہ کینیڈا آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
23000 روپے
میڈل ایسٹ ایشیائی افریقہ یورپ کے لیے
21500 روپے
رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ منی آرڈر منی گرام ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔
مقامی افراد
ایزی پیسہ اکاونٹ نمبر
0316-0128216
موبی کیش اکاونٹ نمبر
0300-8264242
رابطہ: طاہر احمد قریشی 0300-8264242
نئے افق گروپ آف پبلی کیشنز
81 جمیہ بیرکس ہاکی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم روڈ آنچل پریس کراچی 75510
فون نمبر: +922-35620771/2
naeyufaq.com
Info@naeyufaq.com

digest novels lovers group

تھی۔اس کا خیال تھا اس سے روز ملوں گا اور تم سے نہیں تو اس کے ساتھ تمہیں بھول کر خوش رہنا سیکھ جاؤں گا۔غلط تھی وہ غانیہ! میری خوشی صرف تم ہو۔جس نے ایک زرا امتحان دینے کی اجازت ملنے پر محبت کی ساری منزلیں طے کرتے ہوئے اپنی آنکھوں کی حیرانی سے میرے دل پر قبضہ جما لیا تھا یا پھر وہ لڑکی جو سیدگی ہی میرے زندگی میں چلی آئی تھی۔سرخ عروسی لباس میں آنسو بہاتی ہوئی مجھے ششدر کر گئی تھی اور میں سوچتا رہ گیا تھا کہ کیا کوئی اتنا بھی حسین ہو سکتا ہے؟"

اس نے اس بار بھی آنکھوں میں حیرانی سمیٹ کر اسجد کو دیکھا۔

"آپ پتا نہیں کب کی بات کر رہے ہیں؟ مجھے اس دن یقین ہو گیا تھا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں جس رات آپ نے مجھے سانس لینے کی اجازت دی تھی۔میری ذات کو معتبر کر کے میرے لیے اس گھٹن زدہ ماحول میں روزن کھول دیا تھا۔مجھے رات گئے کھڑکی کے پاس کھڑا دیکھ کر مجھ پر شک نہیں کیا تھا۔اس لمحے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ آپ کو بھی مجھ سے محبت ہے۔"

"اگر یقین تھا تو پھر بے اعتباری کیوں دکھائی؟ کیوں خود کو تکلیف دی؟ کیوں اس طرح ناراض رہیں مجھ سے؟" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر محبت کی شدتوں سے بولا۔

"مجھے نہیں پتا بس اپنی ذات پر سے اعتماد اور مان ختم ہو گیا تھا۔آپ کی محبت گمان لگنے لگی تھی۔اپنی ذات کی نفی نے مجھے بدگمان کر دیا تھا۔آپ کی ہر بات سے یہی اخذ کرتی رہی کہ آپ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔"

"اور اب کیا اخذ کر رہی ہو میری باتوں سے؟" وہ اس کی طرف قدرے جھک کر پوچھنے لگا۔

"یہی کہ یہ ایک حسین خواب ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آنکھ کھلنے پر یہ خواب نہ ٹوٹے۔" وہ مسکرا لیا تھا۔

"یہ میرا وعدہ ہے میں کبھی تمہیں اور تمہارے حسین ترین خوابوں کو نہیں ٹوٹنے دوں گا کیونکہ تم آئینہ ہو میرا اشفاف اور قیمتی۔"

غانیہ کے لب ہی نہیں پورا وجود مسکرا اٹھا۔

"اور آپ میرا آئینہ ہیں۔صرف میرا جس میں، میں صرف اپنا عکس دیکھنا چاہتی ہوں۔اپنے علاوہ کسی کا نہیں۔دعا میں مانگا ہے آپ کو۔اس دنیا میں ہی نہیں جنت میں بھی آپ کے ہمراہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"تو میری معصوم نظر آنے والی بیوی پکا انتظام کر رہی ہے دعائیں مانگ کر۔"

اس نے خفا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسجد کے دل میں لازوال سکون اتر گیا۔

"اسجد میری شکل پر کیا بارہ بج رہے ہیں؟ آشین کہہ رہی تھی کہ میں سیاہ لباس میں پرانی حویلی کی چڑیل لگ رہی ہوں کیا واقعی میں چڑیل لگ رہی ہوں؟"

اسے ایکدم فکر لاحق ہوئی تھی۔اسجد نے ہنستے ہوئے اس کی پیشانی کو چھوا۔

"آشین کی نظر کمزور ہے اسے کیا پتا تم اس چاند سے زیادہ روشن اور تابناک لگ رہی ہو۔سارے رنگ تمہارے لیے بنے ہیں کیا سیاہ کیا سرخ ہر رنگ میں تم میرے دل کو منور کرتی ہو۔"

اس کی سرگوشی سننے کے لیے چاندنی درختوں کے پتوں سے چھن کر غانیہ کے رخسار چھونے لگی۔چودھری اسجد نے اس پر جھک کر چاندنی کا راستہ روک دیا کہ وہ اسے اپنے وجود کے اجالوں سے منور کرنا چاہتا تھا۔کسی چاند کی مستعار لی ہوئی چاندنی سے نہیں۔

زندگی بے یقینی کے صحرا سے نکل کر مسکرا رہی تھی۔محبت الوہی نغمہ بن کر اس کے چار اطراف گونج رہا تھا۔ہر شے کا حسن کہہ رہا تھا۔

"مجھے تم سے محبت ہے۔"

Nadia Majid
www.naeyufaq.com
Scanned with CamScanner